مسلسل اشاعت کے باون سال

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

614 / محرم الحرام ۱۴۳۸ھ اکتوبر ۲۰۱۶

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ
مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ
مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیمًا

جلد نمبر............52
شمارہ نمبر 01
محرم الحرام ۱۴۳۸ھ
اکتوبر 2016

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: فورتھ شیڈول سے خلاصی اور شناختی کارڈ کی بحالی، دفاع پاکستان کونسل کا عظیم کارنامہ .... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ...... مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۵
- خود احتسابی کا فقدان .... حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۰
- غزوہ سندھ و ہند کی پیشین گوئی .... ڈاکٹر عصمت اللہ ۲۵
- مسلم معاشرہ اور مغربی فکر و ثقافت .... حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ۴۰
- تعلیم و تربیت کے مغربی فلسفوں کا جائزہ .... مولانا حذیفہ غلام محمد دستانوی ۴۵
- ظالم یا غاصب حکمران کے خلاف خروج کا مسئلہ .... ڈاکٹر محمد مشتاق احمد ۵۲
- افکار و تاثرات بنام مدیر .... حافظ عبدالرحمٰن عارف اچکزئی، اشرف علی مروت ۵۸
- دار العلوم کے شب و روز .... مولانا حامد الحق حقانی ۶۰
- تعارف و تبصرہ کتب .... مولانا اسرار ابن مدنی ۶۱

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا راشد الحق سمیع

فورتھ شیڈول سے خلاصی اور شناختی کارڈ کی بحالی
دفاع پاکستان کونسل کا عظیم کارنامہ

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی زیرقیادت ''دفاع پاکستان کونسل'' کی شروع کی گئی امریکی غلامی کے خلاف بپا کردہ عوامی تحریک اور جدوجہد دن بدن پھیلتی پھولتی چلی جارہی ہے جس سے بھارت، امریکہ، نیٹو کٹھ پتلی حکومتِ وقت اس کے طفیلی، اتحادی اور بائیں بازو کی تمام سیکولر، لبرل جماعتوں کے علاوہ بعض سیاسی مذہبی جماعت پر بھی لرزہ اور وحشت طاری ہوگئی ہے اور دن بدن ''دفاع پاکستان کونسل'' تحریکِ آزادیِ پاکستان کی طرح شہروں اور دیہاتوں اور زندگی کے ہر شعبے میں سرایت کرتی چلی جارہی ہے۔خودداری ، حمیت، آزادی جیسے قیمتی الفاظ جو پاکستانیوں کی زندگی کی کتاب سے حکمرانوں نے کھرچ کھرچ کر غائب کردیئے تھے، ''دفاع پاکستان کونسل'' نے انہیں نہ صرف زندہ کردیا ہے بلکہ ازسرِنو نئے عنوانات اور سرخیوں سے اس میں اپنے خونِ جگر کی گرمی سے نئے رنگ بھی بھر دیئے ہیں۔

''دفاع پاکستان کونسل'' پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی پاسبان ہے۔ یہ تحریک سیاسی مقاصد کے حصول یا انتخابی مہم جوئی کیلئے معرض وجود میں نہیں آئی بلکہ مملکت خدادادِ پاکستان جو گزشتہ کئی برس سے بیرونی سازشوں کا شکار ہے اور اپنی تمام تر خودمختاری، آزادی اور وقار کو بے غیرت، بزدل اور ذاتی مفادات کے غلام حکمرانوں و سیاستدانوں کے گٹھ جوڑ کے باعث گروی رکھ چکی ہے اور حکمرانوں، اس کے اتحادیوں نے ملک و ملت پر بزدلی کی ایک ایسی سیاہ رات مسلط کی ہوئی ہے جس کے بظاہر مقدر میں دور دور تک صبحِ امید اور آزادی کے سورج کے طلوع ہونے کے آثار نظر نہیں آرہے تھے لیکن الحمدللہ قافلہِ حریت، کاروانِ دعوت و آزادی کے چند باحمیت رہنماؤں اور موسمی سیاسی ہواؤں کے دوش کی مخالف سمت میں ہمیشہ پرواز رکھنے والوں، حکومتی وصدارتی ایوانوں میں ہمیشہ اعلائے کلمۃ اللہ کہلانے والوں کے اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی قبولیت کے باعث ابتدائی باہمی مشوروں کے بعد پوری قوم نے حکمرانوں کی گمراہ کن پالیسیوں اور امریکہ سے مکمل آزادی اور کشمیر میں بھارتی جارحیت سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے عملی جدوجہد کا آغاز کیا۔ جس کی

پاداش میں پاکستانی حکمرانوں نے کونسل کے قائدین کو روکنے کیلئے طرح طرح کی دیواریں کھڑی کر دیں، بعض اہم قائدین کے شناختی کارڈز بلاک کر دیئے گئے ،بعض پر پابندیاں لگانے کی کوشش کی گئیں، اسی طرح دینی مدارس کو کریک ڈاؤن کیا گیا ،خصوصاً پنجاب میں بہت سے علمائے کرام کو فورتھ شیڈول میں ڈالا گیا، سینکڑوں کارکنان کو پابند سلاسل کیا گیا ،علماء مدارس اور طلباء میں مسلسل بے چینی بڑھتی گئی،تو دفاع پاکستان کونسل نے حکومتی جبر وظلم کے خلاف مشاورت شروع کی اور بھرپور احتجاج کا عندیہ دے دیا،اسی اثناء کونسل کے قائدین نے وزیر داخلہ جناب چودھری نثار علی خان صاحب سے ملاقات کا وقت رکھا۔

لہٰذا 21 اکتوبر بروز جمعہ کو مولانا سمیع الحق صاحب کی سربراہی میں جناب میاں محمد اسلم (نائب امیر جماعت اسلامی)،مولانا احمد لدھیانوی (امیر اہل سنت والجماعۃ پاکستان)،مولانا شاہ اویس احمد نورانی (امیر جمعیت علماء پاکستان)، مولانا فضل الرحمٰن خلیل (سربراہ انصار الامہ)، قاری محمد یعقوب شیخ (مرکزی رہنما جماعۃ الدعوہ) اور مولانا حامد الحق حقانی سمیت دیگر رہنماؤں نے وزیر داخلہ سے ملاقات کی ۔مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے میٹنگ کا ایجنڈا پیش کیا جبکہ مولانا سمیع الحق صاحب نے دوٹوک الفاظ میں کونسل کا مؤقف پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ

☆ کشمیریوں کی لازوال قربانیوں پر ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور دفاع پاکستان کونسل مظلوم کشمیریوں کی ہر ممکن مدد وحمایت اپنا مذہبی فریضہ سمجھتی ہے۔حکومت کو چاہیے کہ وہ مودی سرکار کی جارحیت روکنے کیلئے مضبوط خارجہ پالیسی ترتیب دے اور باقاعدہ طور پر ملک کا وزیر خارجہ مقرر کیا جائے ۔دفاع پاکستان کونسل سید علی گیلانی، میر واعظ عمر فاروق،محمد یٰسین ملک،شبیر احمد شاہ،سیدہ آسیہ اندرابی، ڈاکٹر محمد قاسم و دیگر قائدین کی نظر بندیوں اور گرفتاریوں کی بھی شدید مذمت کرتی ہے۔اور حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ بھارتی نواز پالیسیوں کو ترک کردے۔

☆ علمائے کرام ،مذہبی قائدین اور سیاسی کارکنوں کے شناختی کارڈ بلاک کرنے کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ یہ عدالت سے ماورا اقدام اور کسی پاکستانی کی شہریت منسوخ کرنے کے مترادف ہے۔کسی شہری کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کرنا پاکستانی آئین کی بھی خلاف ورزی ہے۔

☆ وطن عزیز پاکستان کے اسلامی نظریہ کا تحفظ قیام پاکستان کے مقاصد میں شامل ہے۔ یہاں مساجد ومدارس اور علماء کیخلاف کاروائیاں ملک دشمنی اور قرآن وسنت کی بنیادوں کو کمزور کرنے کے مترادف ہے۔شیڈول فورتھ کے نام پر علماء اور مذہبی قائدین کیخلاف اقدامات اٹھا کر انہیں ان کے آئینی حقوق سے محروم نہ کیا جائے اور حکومت اس حوالہ سے اپنا فیصلہ واپس لے۔

☆ افغان مہاجرین کا پاکستان میں قیام انسانی حقوق کا مسئلہ ہے۔ اس سلسلہ میں سنگدلی سے کام نہ لیا

جائے۔حکومت امریکہ و بھارت کی خوشنودی کیلئے افغان عوام کو اپنا مخالف نہ بنائے۔ پاکستان نے انصار کا کردار ادا کرتے ہوئے مہاجرین کی بھرپور خدمت کی ہے اور افغان عوام پاکستان کے باعتماد دینی بھائی ہیں اور پاکستان کو اپنا بہترین دوست سمجھتے ہیں، ہمیں انکے اعتماد پر پورا اترنا چاہیے۔لہٰذا مہاجرین کے حوالے سے حکومت پاکستان اپنی پالیسی پر نظرثانی کرے اور متبادل کے طور پر بہترین حل تجویز کرے

وزیر داخلہ جناب چودھری نثار علی خان صاحب نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر قائدین کی گفتگو کو سنجیدگی سے سنا، وزیر داخلہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ اسلام پاکستان کی طاقت ،حرمت اور مان ہے، دنیا کی کوئی طاقت دین کو پاکستان سے الگ نہیں کرسکتی،انہوں نے کہا کہ پاکستان اسلامی نظریہ پر ہی قائم ہوا تھا اور ان شاء اللہ اسی نظریے پر قائم و دائم رہے گا۔وزیر داخلہ نے وفد کا خیرمقدم کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنے آپ کو دینی قوتوں کا سپاہی سمجھتا ہوں اور تمام نازک حالات میں ہر فورم پر آپ کے ساتھ کھڑا رہوں گا۔وزیر داخلہ نے فوری طور پر فورتھ شیڈول کے تمام افراد کے بلاک شدہ شناختی کارڈ بحال کرنے کے احکامات جاری فرمائے۔اور نادرا کو متنبہ کیا کہ آئندہ بھی فورتھ شیڈول کے کسی بھی فرد کا شناختی کارڈ بلاک نہ کیا جائے۔اسی طرح ان کی شہریت پر بھی پابندی نہ لگائی جائے ۔اور نہ ملک سے باہر جانے پر پابندی ہوگی۔ وزیر داخلہ نے دفاع پاکستان کونسل کو یقین دہانی کروائی کہ وہ فوری طور پر چاروں صوبوں کی حکومتوں سے بات کرکے انہیں دینی قوتوں اور کونسل کے قائدین کے ساتھ مل بیٹھنے کا کہوں گا تاکہ وفاق اور تمام صوبائی حکومتیں دینی حلقوں کے تحفظات کو دور کرے۔ انہوں نے واضح کیا کہ پاکستان کی سیکورٹی کی بحالی میں دینی قوتوں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے انہیں کسی بھی صورت میں نشانہ بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

وفد کی ملاقات اور وزیر داخلہ کے بیان سے پورے ملک بالخصوص مذہبی قوتوں اور مدارس و علمائے کرام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مولانا سمیع الحق اور دفاع پاکستان کونسل کو مبارکباد کے پیغامات موصول ہونے لگے ۔کونسل نے بلاتفریق مسلک و جماعت کے تمام مذہبی رہنماؤں کے شناختی کارڈ بحال کرانے میں ایک اہم کردار ادا کیا جو یقیناً ایک عظیم کارنامہ ہے۔اس پر کونسل کے قائدین ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

(قسط ۵۰) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

1980-79ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ واقارب، اہل محلّہ وگردوپیش اور ملکی وبین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال وواقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

کوئٹہ میں اجتماعات ومدارس دینیہ کے پروگراموں میں شرکت: رپورٹنگ: جناب شفیق الدین فاروقی

۲۵راپریل کی شام ساڑھے چار بجے کے جہاز سے کوئٹہ سے کراچی واپسی تھی اور مولانا (سمیع الحق) کیساتھ صرف یہی ایک ہی دن تھا، فضلاء حقانیہ کے مدارس، مرکزی مدارس کوئٹہ کی دعوت پر تھوڑے تھوڑے اوقات کے پروگرام پر اسی طرح تقسیم کیا گیا، جہاز کی روانگی تک دس گیارہ مدارس کے معائنہ استقبالیہ تقریبات اور جوابی تقریر کی بناء پر یہ دن نہایت مصروف دن تھا۔

صبح آٹھ بجے مولانا عبدالغفور صاحب مہتمم اور مولانا عبدالرحیم حقانی مدرس (جو جناح ہسپتال کراچی میں حضرت کی طویل خدمت کی سعادت حاصل کرچکے تھے) کی دعوت پر آپ مدرسہ قاسمیہ ارباب غلام علی روڈ دیبا کوئٹہ تشریف لے گئے طلبہ واساتذہ واراکین استقبال کیلئے پہلے سے منتظر تھے مدرسہ کے معائنہ کے بعد اساتذہ ومنتظمین کیساتھ چائے کی مجلس میں شرکت کی۔ یہاں سے آپ ساڑھے آٹھ بجے مدرسہ عین العلوم میکانکی روڈ گئے جس کے مہتمم مولانا داد محمد صاحب دارالعلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل اور نہایت مخلص عالم

ہیں طلبہ واساتذہ کے اجتماع میں آپ نے علم کی فضیلت اور طلباء کے مقام ومرتبت پر مختصر تقریر کی۔ ساڑھے نو بجے آپ مدرسہ مطلع العلوم شالدرہ کوئٹہ میں تشریف لے گئے جو کوئٹہ کے مرکزی مدارس میں سے ہیں اور اس کے مہتمم حضرت مولانا عبدالغفور صاحب بلوچستان کے نہایت قابل احترام علماء میں سے ہیں، طلباء اوراساتذہ کی ایک بڑی جماعت سے مولانا عبدالغفور صاحب کے استقبالیہ کلمات کے بعد جناب مدیر ''الحق'' صاحب نے مؤثر عالمانہ خطاب کیا اور مدرسہ کا سرسری معائنہ کیا۔

ساڑھے دس بجے مولانا نور محمد صاحب فاضل دارالعلوم حقانیہ کی دعوت پر ان کے قائم کردہ مدرسہ دارالعلوم پشتون آباد فاروق روڈ کوئٹہ گئے۔ مولانا نور محمد صاحب نے محبت وعقیدت سے بھرپور سپاسنامہ پیش کیا اور مدیر صاحب نے جواب میں دینی مدارس کے طلباء واساتذہ کے باہمی رشتہ احترام وعقیدت اور اس سلسلہ میں اکابر کے واقعات ادب وعظمت پر روشنی ڈالی مزید برآں مدرسہ کی ترقی واستحکام کی دعا کی اور اسے دارالعلوم حقانیہ کا قابل فخر شاخ قرار دیا۔

گیارہ بجے جمعیت طلباء اسلام کوئٹہ کی دعوت پر مدرسہ عربیہ دارالعلوم رحیمیہ سرکی روڈ کوئٹہ جانا ہوا۔ یہاں کے مہتمم حضرت مولانا عبدالستار صاحب بزرگ علماء میں سے ہیں جمعیۃ طلباء اسلام کے سرگرم پرجوش کارکنوں کی طرف سے سپاسنامہ پڑھا گیا مولانا نے جواب میں طلباء علوم دینیہ کے فرائض اور حالات کی نزاکت کی روشنیوں میں ذمہ داریوں اور مدارس دینیہ کو حکومت کی ہر قسم مداخلت سے آزاد رکھنے پر روشنی ڈالی اور جمعیۃ الطلباء اسلام کے پورے ملک میں عظیم کردار کو خراج تحسین پیش کیا۔

ساڑھے گیارہ بجے مختصر وقت کے لئے سرکی روڈ کوئٹہ پر واقع دارالعلوم ہاشمیہ میں قدم رنجہ فرمایا جسے دارالعلوم کے دو قابل فخر فضلاء متدین اور سادات گھرانہ کے دو قابل احترام بھائیوں مولانا نخبۃ اللہ اور مولانا سید صفوۃ اللہ نے قائم کیا دونوں بھائی اپنے علاقہ میں اعلیٰ خدمات میں مصروف ہیں۔ دونوں مولانا کے خصوصی شاگرد ہیں۔

مولانا قاری غلام نبی صاحب بلوچستان کے استاذ القراء میں سے ہیں، نہایت متقی باثر عالم ہیں آپ نے مرکزی تجوید القرآن کے نام سے ایک وسیع دینی مدرسہ قائم کیا ہے۔ شاندار مسجد دارالاساتذہ، اساتذہ کے مکانات، وسیع صحن اور مطبخ اور بے شمار طلباء کے لحاظ سے مدرسہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے سرگرم اور مخلص فاضل مولانا قاری محمد اسلم صاحب حقانی بھی تدریس اور انتظامات میں سرگرم رہتے ہیں ان حضرات کی دعوت پر مولانا سمیع الحق صاحب بارہ بجے یہاں تشریف لائے یہاں جامعہ اشرفیہ لاہور کے مولانا عبیداللہ صاحب بھی پہلے سے موجود تھے استقبال کے بعد مسجد کے وسیع ہال

میں مولانا سمیع الحق صاحب نے ارباب مدرسہ کا شکریہ ادا کیا اور طلبہ سے جامع اور مؤثر خطاب کیا۔ تقریب کے آخر میں طلبہ کی طرف سے مولانا محمد داؤد شاہ صاحب سابق متعلم دارالعلوم حقانیہ برادر مولانا شمس الدین شہید مرحوم نے مولانا کی خدمت میں پرخلوص سپاسنامہ پیش کیا۔ جس میں حضرت شیخ الحدیث اور اپنی مادر علمی دارالعلوم حقانیہ اور ماہنامہ الحق کے ساتھ اپنے گہرے تعلق کا اظہار کیا گیا تھا۔

ایک بجے ایک کوئٹہ کے مضافات میں نہایت سرسبز اور تفریحی مقام ہنہ اوڑک کے مدرسہ للھیہ کی دعوت میں پہنچنا تھا۔ راستہ میں آپ سرکی روڈ ہی پر واقع مولانا محمد یعقوب صاحب کی دعوت پر ان کے مدرسہ جامع رشیدیہ تدریس القرآن میں تھوڑی دیر کے لئے گئے اور مدرسہ کی عمارت دیکھی۔

ڈیڑھ بجے مدرسہ للھیہ ہنہ اوڑک جہاں کئی حضرات فضلاء دارالعلوم حقانیہ مصروفِ تدریس تھے پہنچے سیب کے باغات میں گھری ہوئی مسجد کے صحن نورانی متشرع فضلاء و دیگر علماء ومشائخ سے بھری ہوئی تھی۔ ۱۵۔۲۰ منٹ خطاب کے بعد آپ نے ان حضرات کے ظہرانہ میں شرکت کی۔ ساڑھے تین بجے ائیرپورٹ جاتے ہوئے ائیر پورٹ کے راستہ میں واقع عیدگاہ کلی شابو چمن روڈ کے مدرسہ منبع العلوم میں تھوڑی دیر کیلئے رکنا تھا۔ چنانچہ یہاں کئی علماء کرام اور عوام آپ کے منتظر تھے جمعیۃ الطلباء اسلام بلوچستان کے مرکزی ناظم مولانا محمد قاسم صاحب اس مدرسہ کے مہتمم اور مولانا سمیع الحق کے اس پروگرام کے محرک تھے یہاں بھی دارالعلوم کے فضلاء مصروفِ تدریس تھے۔ چائے کی تقریب کے بعد آپ ائر پورٹ پہنچے اور فضلاء وعلماء کوئٹہ کی ایک بڑی تعداد نے آپکو الوداع کیا۔

اس سے قبل ۲۴/اپریل کو قومی مدارس کی میٹنگ میں شمولیت سے قبل آپ نے حضرت مولانا عبدالواحد صاحب ناظم جمعیت العلماء اسلام بلوچستان کی دعوت پر ان کے مدرسہ مطلع العلوم میں تشریف لے گئے۔ یہ مدرسہ حضرت مولانا عرض محمد صاحب شہید فاضل دیوبند کا قائم کردہ اور بلوچستان کے اہم اور مرکزی مدارس میں سے ہے۔ طلباء اور اساتذہ کے معقول تعداد مصروفِ تدریس ہیں۔ مولانا عرض محمد صاحب مرحوم کے بعد اس کا نظم مولانا عبدالواحد صاحب موصوف اور مرحوم کے جواں سال سرگرم اور فعال فرزند مولانا حافظ حسین احمد صاحب ناظم اطلاعات جمعیۃ العلماء اسلام بلوچستان کے ہاتھ میں ہے۔

حافظ حسین احمد اور مولانا عبدالواحد صاحب جمعیۃ کے سرگرم زعماء میں سے ہیں اور یہ سب حضرات کوئٹہ کے دینی علمی سیاسی اور سماجی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں مولانا حسین احمد صاحب ۲۵/اپریل کے سارے پروگراموں میں ائر پورٹ تک مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ رہے اور اسی طرح کئی دیگر اکابر فضلاء وعلماء کرام بھی ساتھ تھے اللہ تعالیٰ سب کو اس اخلاص ومحبت کا اجر عطا فرماوے۔

بلوچستان پر عالمی قوتوں کی نظریں اور اسے مضبوط بنانے پر زور دینا

یہاں کی تقریبا تمام اہم تقریبات اور اجتماعات میں مولانا سمیع الحق نے اس بات پر خاص طور سے زور دیا کہ بلوچستان جس پر عالمی طاقتوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں اور اس کے پڑوس افغانستان میں کیمونزم کا سیلاب مسلط ہو چکا ہے اور لادینی نظریات کے وطن دشمن اور اسلام دشمن لوگ موقع کی تاک میں ہیں ایسے حالات میں علماء کرام اور مدارس کی اولین ذمہ داری ہے کہ بلوچستان کو اسلام کا آہنی حصار اور مضبوط قلعہ بنا دیں کہ اس خطہ کی حفاظت پر برصغیر اور پاکستان کے باقی حصوں کی حفاظت منحصر ہے۔ اسی طرح آپ نے مدارس کے طلباء کی باہمی عظمت واحترام اور محبت کو برقرار رکھنے پر زور دیا۔ یہاں ہر موقع پر مولانا سمیع الحق صاحب کو اندرون صوبہ کے مختلف مقامات میں کوئٹہ کے مقامی اخبارات جنگ اور مشرق نے مولانا کے پروگراموں اور تقاریب میں شمولیت پر مفصل خبریں شائع کیں۔ جس پر یہ اخبارات بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

قومی کمیٹی برائے مدارس کے اجلاس مری میں شرکت

۲۷ رمئی: صدر پاکستان کی نامزد قومی کمیٹی برائے مدارس عربیہ کے اجلاس میں شرکت کیلئے مولانا مری روانہ ہوئے۔

۲۹ رمئی اجلاس نے اپنی سفارشات کو آخری شکل دی مولانا نے قومی بورڈ برائے مدارس کی تشکیل کے سلسلہ میں وفاق المدارس العربیہ کی مجوزہ ہیئت تشکیلی پر زور دیا بصورت دیگر سفارشات کیساتھ اختلافی نوٹ لکھنے کا فیصلہ کیا۔ شام کو قومی کمیٹی کے اعزاز میں انجمن تاجران مری کی طرف سے مرحبا ہوٹل میں ایک پرتکلف ظہرانہ دیا گیا۔

۳۰ رمئی اجلاس کے آغاز سے قبل مولانا کو پھوپھی صاحبہ مرحومہ کی وفات کی اطلاع ملی اور وہ قومی کمیٹی کے آخری اجلاس میں شرکت کئے بغیر مری سے واپس ہوئے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو صدمہ۔ ہمشیرہ محترمہ کا انتقال

۳۰ رمئی: حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی ہمشیرہ محترمہ جو نہایت صالحہ عابدہ خاتون تھیں اور حضرت مدظلہ کے ساتھ ہی عمر بھر رہیں۔ صبح ۵ بجے طویل علالت کے بعد تقریبا ۵۵، ۶۰ برس کی عمر میں انتقال فرما گئیں، زندگی بھر آپ محلّہ اور آس پاس کی بچیوں کو قرآن کریم کی تعلیم حسبۃً للہ گھر پر دیتی رہیں نماز جنازہ ۴ بجے ظہر کو ہوا تدفین اپنی والدہ ماجدہ کے پہلو اور والد مرحوم کی پائنتی میں حضرت کے خاندانی قبرستان میں ہوئی نماز جنازہ میں اہلیان اکوڑہ خٹک، اساتذہ وطلبہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے علاوہ اطراف واکناف سے کثیر تعداد

میں علماء، صلحاء اور متعلقین ، نے بڑی تعداد میں شرکت فرمائی ، تدفین کے بعد مولانا حمداللہ جان صاحب شیخ الحدیث ڈاگئی اور مولانا حسن جان صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم اکبر مردان نے مجمع سے خطاب فرمایا تعزیت کرنے والوں کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

مولانا محمد نبی محمدامیر حرکت انقلاب اسلامی کی آمد

۴/رجون: افغانستان میں کمیونسٹوں سے برسرپیکار علماء ومشائخ کی جماعت ،حرکت انقلاب اسلامی کے امیر مولانا محمد نبی محمدی صاحب اپنے بہت سے مہاجر علماء ومشائخ کے ساتھ تشریف لائے ۔ دفترالحق میں مولانا سے اظہار تعزیت کیا۔ دعائے مغفرت کی ۔اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے گھر پر ملاقات کی اور مرحومہ کیلئے ایصال ثواب کیا امیر جماعت حرکت انقلاب اسلامی نے رات کوطلبہ دارالعلوم سے فضیلت علم پر خطاب بھی فرمایا۔

ملائیشیا یونیورسٹی کے تبلیغی نوجوانوں کی آمد

۱۶/رجب بمطابق ۱۱جون/۱۹۷۹ء : تبلیغی جماعت کے ایک وفد نے جس میں ملائیشاء یونیورسٹی کے نوجوان بھی شامل تھے ۔ دارالعلوم کی مسجد میں تین دن تک قیام کیا ان نوجوانوں نے دفتر میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقات کی اور گھنٹہ بھر قیام کیا۔اس کے بعد وفد نے دارالعلوم کے شعبۂ مڈل تعلیم القرآن کا معائنہ کیا اور نہایت خوشگوار تأثرات کا اظہار کیا۔

ڈاکٹر ہالے پوتا کی آمد

بعداز عصر جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا ڈائرکٹر ادارۂ تحقیقات اسلامیہ ، اسلام آباد سے تشریف لائے جناب جسٹس منیر احمد مغل ڈپٹی رجسٹرار لاہور ہائی کورٹ بھی آپ کے ہمراہ تھے ۔ ان حضرات نے شام تک مولانا کے ساتھ تبالہ خیال کیا اور پھوپھی صاحبہ مرحومہ کے لئے فاتحہ خوانی کی ثانی الذکر جناب منیر احمد صاحب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کے آمالی قرآن کی ایڈٹ کررہے ہیں اوراس موضوع پرڈاکٹریٹ بھی۔

تقریب ختم بخاری

۲۳/رجب: دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی سال کے اختتام پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے دارالحدیث میں ختم بخاری شریف کرایا۔اس تقریب میں باہر سے بھی اہل علم اور عام مسلمان موجود تھے ۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حضرت نے فارغ ہونے والے طلبہ سے خطاب فرمایا اس موقع پر دارالعلوم کے تمام متعلقین ومعاونین کیلئے

دعائیں کی گئی بالخصوص افغانستان کے مجاہدین کی فتح وکامرانی کیلئے تضرع سے دعائیں ہوئیں۔

قدیم مخلص رکن حاجی عبدالصمد کی وفات

دارالعلوم کے ایک دیرینہ قدیم مخلص معاون جناب حاجی عبدالصمد صاحب وفات پاگئے مرحوم رکن دارالعلوم جناب حاجی محمد یوسف صاحب کے بھائی تھے اوردارالعلوم کے اولین دور میں اساتذہ وطلبہ کے خاص خادم۔مرحوم کی نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث نے پڑھائی طلبہ واساتذہ بھی شریک ہوئے۔

امتحانات

۲۴ر رجب : دارالعلوم کے سالانہ امتحانات کا آغاز ہوا۔شعبۂ تجوید وقرأت کے امتحانات مولانا قاری محمد یعقوب صاحب جامعہ اسلامیہ روالپنڈی نے لئے۔دورۂ حدیث کے علاوہ تحریری امتحانات ہفتہ بھر جاری رہے اورمقامی اساتذہ نے نگرانی کی۔دورہ ٔحدیث شریف کے امتحانات ۴ شعبان کوشروع ہوکر ۹ شعبان تک جاری رہے۔وفاق المدارس العربیہ ملتان کے نامزد ممتحنین جناب قاری محمد امین صاحب جناب قاری سعید الرحمٰن صاحب روالپنڈی نے ان امتحانات کی نگرانی کی مجموعی طور پر امتحانات دو ہفتے جاری رہے۔

وفاق کے اجلاس میں قومی کمیٹی کی مفصل رپورٹ پیش ہونا: اصلاحات قبول نہ کرنے کا اعلان

۳۰ر رجب (۲۶ جون) مولانا سمیع الحق نے وفاق المدارس العربیہ کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو ملتان میں مولانا مفتی محمود صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔اجلاس قومی کمیٹی برائے مدارس کی سفارشات پرغور کیلئے بلایا گیا تھا کمیٹی میں وفاق المدارس کے دیگر نمائندوں نے بھی شرکت کی۔مولانا نے اجلاس میں مجوزہ سفارشات تفصیلاً پڑھ کر سنائیں اورارکان وفاق کی جدوجہد اوراختلافی مساعی کا بھی ذکر کیا۔مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اوردیگر حضرات کے تفصیلی غور وخوض کے بعد ایک قرارداد کے ذریعہ وفاق کے فیصلہ کا اعلان کیا گیا کہ وفاق اوردیوبند سے وابستہ مدارس ان اصلاحات کوقبول نہ کریں۔عہدہ اورمناصب مطمح نظر نہ بنائیں۔اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خالصۃً اعلاء کلمۃ اللہ اورخدمت دین کوملحوظ رکھا جائے۔

نئے تعلیمی سال کا آغاز

۱۴شوال: شفیق کے بھائی طارق جاوید فاروقی مقیم جدہ کی تقریب شادی میں شمولیت کیلئے کراچی جانا ہوا اوردوایک دن بعد واپسی ہوئی۔

۲۶ر شوال: کودارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا آغاز دارالحدیث ہال میں ختم کلام پاک سے ہوا اس کے بعد طلبہ واساتذہ کے بہت بڑے مجمع میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ ٗ نے ترمذی شریف سے افتتاح فرمانے کے

بعد طلبہ سے فضیلت علم اور دینی وملی تقاضوں پر مفصل خطاب فرمایا۔تقریب میں افغانستان کے مجاہدین کی فتح وکامرانی کیلئے بھی خاص طور سے دعائیں مانگی گئی ۔ دارالعلوم میں حسب سابق اسباق پوری گرما گرمی سے شروع ہو چکے ہیں تمام شعبے سرگرم کار ہیں طلبہ کی تعداد حسب سابق روزافزوں ہے صرف دورۂ حدیث کی تعداد ایک سو تک پہنچ چکی ہے جبکہ ابھی آمد جاری ہے۔

۳۰رشوال: دارالعلوم کے مختلف احاطوں مطبخ ، دارالمدرسین وغیرہ سوئی گیس لائن بچھانے کا کام مکمل ہوگیا۔ اس منصوبہ پر تیس ہزار روپے سے زائد اخراجات کا اندازہ ہے۔

یکم ذیقعدہ: دارالعلوم حقانیہ میں اساتذہ کرام کے مکانات کی کمی کے پیش نظر مہمان خانہ کے عقب میں اساتذہ کرام کے لئے دو مکانات تعمیر کرانے کا کام شروع ہوگیا ۔ ہر دو مکانات پر تقریبا ایک لاکھ روپے لاگت کا تخمینہ ہے۔

مجلس شوریٰ کا سالانہ جلسہ

۴ر ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ ۲۷ ستمبر ۷۹ء: بروز جمعرات دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعمیر شدہ کتب خانہ کی عمارت میں مجلس شوریٰ دارالعلوم حقانیہ کا سالانہ اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا میاں ولایت شاہ کاکاخیل منعقد ہوا جس میں مجلس شوریٰ کے ارکان نے بڑی تعداد میں شمولیت کی تلاوت کلام پاک کے بعد حضرت شیخ الحدیث نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دین کی حفاظت میں مدارس عربیہ کے بنیادی حصہ پر روشنی ڈالی انہوں نے فرمایا کہ یہ مدارس ہی اس پرفتن دور میں دین کے قلعے ہیں اس ضمن میں آپ نے ملک وبیرون ملک فضلاء دارالعلوم حقانیہ کے وسیع اور ہمہ گیر خدمات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔اس کے بعد حسب سابق اس سال بھی حضرت کی علالت وضعف کی وجہ سے احقر نے دارالعلوم کی سالانہ کارگذاری مصارف اور مدات آمد ورخرچ پر مفصل رپورٹ پیش کی، میں نے ارکان شوریٰ سے کہا کہ سال گزشتہ دارالعلوم کو مختلف مدات سے آٹھ لاکھ ایک ہزار پانچ سو ناوے روپے اٹھاسی پیسے کی آمدنی ہوئی جبکہ مختلف شعبوں پر سات لاکھ چھپن ہزار ایک سو باون روپے چھیانسٹھ پیسے خرچ ہوئے ۔سال رواں کے لئے آٹھ لاکھ چونتیس ہزار ایک سو بیالیس روپے کا میزانیہ پیش کیا۔ زیر نظر میزانیہ میں موجودہ فنڈ کی رو سے اگرچہ دو لاکھ سینتالیس ہزار تین سو پانچ روپے اڑتیس پیسے کا خسارہ تھا۔مگر اجلاس نے توکلاً علی اللہ منظوری دی ۔ارکان شوریٰ نے دارالعلوم کے ہر شعبہ میں بڑھتی ہوئی ترقیات پر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا ۔ اجلاس میں دارالعلوم کے اساتذہ اور تمام شعبوں کے عملہ کی تنخواہوں میں بڑھتے ہوئے اخراجات کے پیش نظر معقول اضافہ کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا ۔اجلاس کے آغاز میں برصغیر کی وفات پانے والی اہم علمی ودینی شخصیات مولانا اسعداللہ مظاہری

،مولانا محمد الحسینی ، مولانا اسحاق جلیس ، مولانا محمد اسرائیل صاحب اور دیگر حضرات وابستگان دارالعلوم کی وفات پر دعائے مغفرت کی گئی اور علمی اداروں سے اظہار تعزیت کیا گیا۔

۷ذی قعدہ: مولانا نے رائے ونڈ کے سالانہ عالمی تبلیغی اجتماع میں شرکت کی دارالعلوم کے کئی ایک اساتذہ اور طلبہ بھی اجتماع میں شریک ہوئے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی وفات پر دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے جماعت کے عمائدین کو تعزیتی ٹیلیگرام بھیجے۔ نیز مولانا نے بھی تعزیتی تار دیئے۔ ۳۰ ستمبر کو رائے ونڈ سے واپسی پر منصورہ لاہور تعزیت کیلئے گئے اس موقع پر جناب چوہدری رحمت الٰہی صاحب وغیرہ حضرات سے تعزیت اور پورے دارالعلوم کی طرف سے اظہار افسوس کیا۔

شریعت سیمینار میں شرکت

۹/ذیقعدہ: حکومت پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ شریعت سیمینار اسلام آباد میں وزارت قانون کی دعوت پر شرکت کی یہ کانفرنس اسلام آباد کے اسمبلی ہال میں منعقد ہوا اور عالمی اسلامی اسکالروں نے اس میں تبادلہ خیال کیا اور مقالات پڑھے۔ اس دوران صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی طرف سے مندوبین کے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ میں بھی شرکت کی اور سیمینار میں شریک علماء وفضلاء سے ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں۔

۱۲/ذیقعدہ: جناب مولانا خالد نعمانی جو سعودی عرب کی طرف سے کینیا میں اسلامی خدمات انجام دے رہے ہیں دارالعلوم تشریف لائے۔ کچھ وقت قیام فرمایا اور دارالعلوم دیکھ کر محظوظ ہوئے۔

۲۳ ذیقعدہ: صوبائی مشیر تعلیم جناب عبدالہاشم خان صاحب اور ڈائریکٹر تعلیم حاجی کفایت اللہ صاحب دارالعلوم تشریف لائے۔ دفتر الحق میں مولانا کے ساتھ تبادلۂ خیال کیا بعد میں مولانا نے مہمانوں کو دارالعلوم کے شعبۂ تعلیم القرآن کا معائنہ بھی کرایا۔

نماز عیدالاضحیٰ سے شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا خطاب عیدگاہ کی توسیع کی اپیل

۱۰ذی الحجہ: حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے نماز عید الاضحیٰ سے قبل عیدگاہ میں اکوڑہ خٹک اور مضافات کے ہزاروں مسلمانوں کے مجمع سے خطاب فرمایا خطاب کے آخر میں آپ نے حاضرین کو موجودہ عیدگاہ جو دارالعلوم کیساتھ ملحق ہے اور جس میں پورا شہر ایک ہی جگہ عیدین کی نماز ادا کرتا ہے۔ کی توسیع کیلئے مشرقی جانب کی زمین خرید کر توسیع کرنے کی تجویز رکھی جواب بہت تنگ ہو رہا ہے۔ آپ نے اپنے جیب سے ایک سو روپے عطا فرما کر اس فنڈ کا آغاز کیا اور اسکے بعد حاضرین نے فوری طور پر بارہ ہزار روپے توسیع عیدگاہ کیلئے جمع کئے۔ چیئرمین بلدیہ جناب جان محمد خان صاحب کو اس سلسلہ میں جدوجہد کرنے کا کہا گیا

کعبۃ اللہ پر باغیوں کے قبضہ کی خبر پر رنج وغم

کعبۃ اللہ اور بیت الحرام پر مرتدین کے قبضے کی خبر دارالعلوم میں بجلی بن کر گری۔ سارے ایام طلبہ اوراساتذہ بالخصوص حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے نہایت کرب واضطراب میں گذارے۔

۲۴ر ذی الحجہ مطابق ۲۲ نومبر: کو دارالحدیث میں تمام طلبہ واساتذہ نے جمع ہوکر ختم کلام پاک کیا اوراختتام میں دعا سے قبل حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اس واقعہ ہائلہ پر مختصر اور مؤثر خطاب فرمایا تمام مقامات مقدسہ کی عظمت وحرمت اور عالم اسلام کے لئے دعائیں کی گئیں۔

امتحانات وفاق میں فضلاء حقانیہ کی پوزیشنیں

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ نتائج میں دارالعلوم حقانیہ کے شرکاء دورہ میں مولانا فضل عظیم دیروی پورے پاکستان میں دوئم اور دارالعلوم حقانیہ میں اول پوزیشن حاصل کرکے کامیاب ہوئے اور دارالعلوم کے مولانا غلام الرحمٰن صاحب ہزاروی پورے پاکستان میں سوئم آئے دارالعلوم سے کل شرکاء امتحان دورۂ حدیث کی تعداد ۱۰۶ تھی، مجموعی نتیجہ ۸۱ فیصد رہا جو قابل اطمینان ہے۔

ایک فاضل کی دستار بندی

۲۸ر ذی الحجہ: گذشتہ سال کے فارغ التحصیل ہونے والے ایک فاضل مولانا گل محمد صاحب مقام تورے شاہ ضلع پشین بلوچستان نے حضرت شیخ الحدیث اور دیگر اساتذہ سے تبرکا اپنی دستار بندی کروائی آپ وفاق کے درجہ عالمیہ میں کامیاب ہوئے ہیں رات آپ نے اساتذہ کے اعزاز میں عشائیہ دیا۔

دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کیلئے مزید دو مکانات کی تعمیر ہوگئی جن پر تقریباً ایک لاکھ روپیہ لاگت آئی۔

صدر مملکت سے کمیٹی کی ملاقات قومی کمیٹی مدارس نے رپورٹ پیش کی موتمر المصنفین کی مطبوعات پیش کیئے:

۱۷ر دسمبر: مولانا نے قومی کمیٹی برائے مدارس عربیہ کے دیگر ارکان کے ساتھ ایوان صدر اسلام آباد میں صدر سے ملاقات کے دوران اپنی رپورٹ صدر مملکت کو پیش کی یہ ملاقات تقریبا دو گھنٹے جاری رہی اس ملاقات میں صدر محترم کو مؤتمر المصنفین کی مطبوعات کا سیٹ بھی پیش کیا گیا۔ رات کو کمیٹی کے ارکان کے اعزاز میں وفاقی وزیر داخلہ ومذہبی امور حبیب اے ہارون صاحب نے عشائیہ دیا۔

ادارہ تحقیقات اسلامیہ کا دورہ

۱۸ر دسمبر: جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا صاحب ڈائریکٹر ادارۂ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد کی دعوت پر ان کے ہاں گئے۔ ڈائریکٹر صاحب نے دیگر شعبوں کے علاوہ ادارہ کا پرنٹنگ پریس جو جدید ترین مشینوں اور وسائل پر مشتمل ہے اور دیگر طباعتی نظام کا معائنہ بھی کرایا۔ آخر میں جناب ڈائریکٹر

صاحب موصوف نے دارالعلوم حقانیہ کے کتب خانہ کیلئے ادارۂ تحقیقات کی مطبوعات تصانیف ومجلّات کا مکمل سیٹ پیش کیا۔

۲۰/دسمبر : دارالعلوم کی شاندار جامع مسجد کی تزئین ، رنگ روغن اورسفیدی کا کام شعبۂ تعمیرات کے تحت جاری ہے۔جن پر تقریبا ۱۵ہزار روپے لاگت آئی گی۔

اشاعتی اداروں کا عطیہ کتب

۲۰/دسمبر: کراچی کے دوممتاز اشاعتی اداروں ادارۂ تحقیقات ونشریات اسلام اورایچ ایم سعید اینڈ کمپنی نے دارالعلوم کے مستحق طلبہ میں تقسیم کے لئے وقیع مطبوعات کا ذخیرہ بھیجا جسے دورۂ حدیث شریف اورموقوف علیہ دورہ کی کلاسوں میں تقسیم کیا گیا۔

ڈائری ۱۹۸۰ء

جشن صد سالہ دیوبند کے سلسلہ میں اعلیٰ حکام سے مشاورت

۲۔۳/جنوری: دارالعلوم کے جشن صد سالہ میں پاکستانی حضرات کی شمولیت کے لئے پالیسی طے کرنے کے بارہ میں وزارت مذہبی امور کے اعلیٰ حکام کا اجلاس اسلام آباد میں دودن جاری رہا اورانتظامات میں آخر تک مشغول رہے۔

اہم افغان جہادی زعماء کی آمد

۷/جنوری مجاہدین افغانستان کی حرکت انقلاب اسلامی کے سربراہ مولانا محمد نبی صاحب اورحزب اسلامی افغانستان کے نائب صدر مولانا جلال الدین حقانی نے اکوڑہ خٹک میں شیخ الحدیث کی زیارت کی اوردونوں حضرات نے دفتر الحق میں مولانا سمیع الحق سے بھی دوتین گھنٹے تک تبادلۂ خیال کیا۔

سقوط کابل

بالآخرعصر حاضر کی سب سے بڑی انسانیت دشمن قوت روس نے مظلوم اوربے بس مسلم افغانستان کو اپنے شکنجۂ استبداد میں کس لیا جسکے بارہ میں خطرہ کا الارم عرصہ سے ملت مسلمہ کو جھنجھوڑ رہا تھا وہ خطرے کا نمودار ہوکر رہا اورحضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد کا کابل ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مفتوحہ افغانستان اس دور کے عظیم غاصب مذہب دشمن خدابیزارروس کے پنجۂ ظلم میں آگیا۔ فانّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

ایھا النفس اجملی جزعاً فان ماتحذرین قدوقع

ایک بے لوث خادم دارالعلوم کی وفات

۷/جنوری ۱۹۸۰ء: کو دارالعلوم حقانیہ کے ایک دیرینہ اور بے لوث خادم اور بنیادی رکن جناب الحاج شیر افضل خان صاحب آف بدرشی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے ۔ عمر ستر سال کے لگ بھگ تھی ۔ سعی وعمل ، جوش اور ہمت کے لحاظ سے قابل رشک صحت تھی کہ یکا یک سال قبل مرض نے آگھیرا ۔ ڈاکٹروں نے سرطان کی تشخیص کی اور یوں پہاڑ کی طرح ایک فولادی شخص دنوں گھنٹوں میں پگھل کر مشت استخوان بن گیا وقت موعود آپہنچا اور واصل بحق ہوئے ۔ وصیت فرمائی کہ کفن کے کونوں پر مولانا عبدالحق ،مولانا درخواستی اور دیگر اکابر کے نام تحریر کریں۔

مقبرہ حقانیہ کیلئے خطہ کی تخصیص

۲۱/صفر المظفر : عرصہ سے تجویز تھی کہ دارالعلوم حقانیہ کیلئے اپنا ایک قبرستان ہو جو اہل علم وفضل اور طلباء کیلئے مخصوص ہو اس کیلئے دارالعلوم کے شمال مغرب میں عیدگاہ سے متصل ایک مختصر سا رقبہ تجویز کیا گیا حضرت شیخ الحدیث اور دیگر چند ایک اساتذہ حدیث نے آج اس خطہ میں نشان لگایا اور دعا فرمائی ۔اس کے متصل دارالتجوید ودارالحفظ کی عمارت بنائی جائے گی انشاء اللہ مولانا مدظلہٗ اس رقبہ کے قریب اپنے زیر تعمیر مکان کا سنگ بنیاد بھی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے رکھوایا۔(۱)

مولانا جلال الدین حقانی کی آمد اور خطاب

۲۸/ربیع الاول: افغان مجاہدین کے حزب اسلامی کے ایک اہم قائد اور مجاہد رہنما مولانا جلال الدین حقانی فاضل حقانیہ وسابق استاد دارالعلوم حقانیہ چیف کمانڈر حزب اسلامی افغانستان اپنے شیخ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملنے آئے ۔مجاہدین کی ایک جماعت جن میں کئی ایک فضلاء جامعہ حقانیہ تھے بھی ان کے ساتھ تھے ۔ نماز عصر سے مغرب تک حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ رہے ۔ نماز مغرب کے بعد مولانا جلال الدین حقانی نے مسجد کے وسیع ہال میں طلباء کی خواہش پر روسی انقلاب پھر افغانی مجاہدین کی فتوحات اور حیرت انگیز نصرتِ خداوندی کے واقعات پر مبسوط تقریر فرمائی اس سے قبل اپنے استقبالی خطاب میں مولانا سمیع الحق نے مولانا جلال الدین حقانی اور دیگر مجاہدین کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

دارالعلوم میں صلوۃ کسوف: ۲۹/ربیع الاول: سورج گرہن ہوجانے کے موقع پر مسجد دارالعلوم میں صلوۃ کسوف ادا کی گئی جس میں تمام طلباء کرام اور اساتذہ کرام اور کافی شہریوں نے شرکت کی ۔

(۱) اب اسی مقبرہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اور دیگر اکابر علماء وخدام دارالعلوم آسودہ خواب ہیں۔(مرتب)

اجلاس صد سالہ دیوبند کے سلسلہ میں تگ ودو

یکم ربیع الثانی: مولانا نے مولانا عبیداللہ صاحب ومولانا فضل الرحیم جامعہ اشرفیہ لاہور کی معیت میں اسلام آباد میں وزارت داخلہ اوروزارت مذہبی امور کے حکام سے اجلاس صد سالہ دیوبند کے لئے جانے والے پاکستانی علماء اورشائقین کو پاسپورٹ کی فراہمی کے سلسلہ میں فوری سہولت مہیا کرنے کیلئے ملاقاتیں کیں اوراب تک جمع ہوجانے والے افراد کی لسٹ فراہم کی۔

مولانا درخواستی کی آمد

۲ربیع الثانی: حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ دارالعلوم تشریف لائے نمازعشاء کے بعد دارالحدیث میں طلباء سے خطاب فرمایا انہوں نے جناب حاجی شیرافضل خان مرحوم صدر تعمیری کمیٹی دارالعلوم کی تعزیت فرمائی اوررات ان کے ہاں بدرشی میں قیام فرمایا۔

افغان مہاجرین کی کیمپوں کا دورہ

۸ربیع الثانی: مولانا درخواستی افغان مہاجرین ومجاہدین کے سلسلہ میں اپنے دورہ کے اختتام پردوبارہ دارالعلوم تشریف لائے اس سے قبل آپ نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی معیت میں خیرآباد میں واقع افغان مہاجرین کے کیمپوں کا دورہ کیا اورنماز مغرب انکے ساتھ ادا کی اور مختصر خطاب فرمایا۔نماز عشاء سے قبل آپ نے دارالعلوم کے دارالحدیث میں جہاد کے موضوع پرطلبہ سے ایک بار پھر مؤثر خطاب فرمایا۔

۱۰ربیع الثانی: مولانا درخواستی مدظلہ نے نوشہرہ کے قریب اضاخیل میں افغان مہاجرین کے بڑے کیمپ کا دورہ کیا۔مولانا سمیع الحق صاحب بھی ان کے ساتھ تھے اورمولانا درخواستی مدظلہ سے قبل انہوں نے مہاجرین کے جذبات ومساعی سے انہیں آگاہ کرتے ہوئے پاکستان کے علماء حق ومشائخ کی جماعت کی طرف سے ہمدردی اورتعاون کے جذبات ومساعی سے انہیں آگاہ کیا۔

سوئی گیس کا کنکشن

۱۱ربیع الثانی: شدید انتظار کے بعد الحمدللہ کہ آج دارالعلوم میں سوئی گیس کا کنکشن آگیا اورمطبخ وغیرہ میں گیس کا استعمال ہونے لگا۔

مسجد اڈہ کا افتتاح

۲۹فروری: اکوڑہ خٹک کی مسجد اڈہ کی نئی عمارت کا افتتاح حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے خطبہ ونماز جمعہ فرمایا۔خطبہ سے قبل آپ نے بصیرت افروز خطاب بھی فرمایا۔

صد سالہ اجلاس دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کی رسم دستار بندی

(رپورٹنگ) ناظم دفتر مولانا سلطان محمود صاحب

آج ۲۲ر مارچ: اور ہفتہ کا دن ہے برصغیر کی تاریخ کا یہ فقید المثال اجتماع حاضرین کے لحاظ سے پورے عروج پر ہے اور اس لحاظ سے مجمع انتہاء کو پہنچ چکا ہے کل بعد از جمعہ افتتاحی نشست تھی اور بعد از عشاء دوسری نشست میں زیادہ تر حصہ عالم عرب کے مشاہیر علماء اور زعماء کے تقاریر کا تھا وسیع وغریب پنڈال کی وسعتوں کو نگاہیں سمیٹ نہیں سکتیں اور آنکھوں کے کیمرے بھی حاضرین کا احاطہ کرنے سے عاجز و درماندہ ہیں۔

مولانا علی میاں کا خطاب حاصل جلسہ

آج کی نشست میں پہلی تقریر عالم اسلام کے متاع گرانمایہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی ہوئی جو اپنی تقریر میں ملت مسلمہ ہندیہ کو نیا پیغام، نئی زندگی اور نیا ولولہ دے گئے اور اس پیغام نے ''حاصل اجلاس'' یا پیغام دیوبند کی حیثیت حاصل کر لی کچھ حصہ ان کے خطاب کا عربی زبان میں بھی تھا کہ عالم عرب کے بے شمار سامعین و شرکاء جلسہ بھی اس انمول تحفۃ الہند سے دل و دماغ منور کر سکیں۔

مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کا خطاب

ان کے خطاب کے بعد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی تقریر ہوئی جنہیں اپنی علمی اور سیاسی بھاری بھرکم شخصیت اور خداداد وجاہت کی وجہ سے قدرتی طور پر پاکستان سے شریک ہونے والے کم وبیش ۵ ہزار زائرین و شرکاء جلسہ کی زعامت وقیادت کا شرف بھی حاصل ہے۔ ان کی تقریر بھی مختصر مگر جامع اور مؤثر رہی کچھ دو ایک مزید عربی تقاریر بھی ہوئیں۔

اس کے بعد حضرت مولانا منت اللہ رحمانی امیر شریعت بہار نے مائک پر اعلان کیا کہ اس نشست کا یہ حصہ دستار بندی کیلئے تھا۔ مگر چونکہ وقت کم ہے اس لئے اب نہایت اہم اکابر کی دستار بندی پر اکتفاء کیا جا رہا ہے۔

قاری محمد طیب نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی دستار بندی کا اعلان کیا

حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے فرمایا کہ چونکہ بعض اہم شخصیتوں کی تقاریر کی وجہ سے وقت کم رہ گیا ہے جس میں خاصی تعداد میں دستار بندی مشکل ہے جبکہ اب تک کے کل فضلاء کی تعداد ساڑھے گیارہ ہزار کے لگ بھگ ہے جنکی دستار بندی فرداً فرداً رسم کے مطابق اگرچہ ہونی چاہئے تھی مگر یہ ناممکن ہے تاہم ہم اس نشست میں دو چار اہم شخصیتوں کی دستار بندی کرنا چاہتے ہیں جن میں سے ایک حضرت مولانا عبدالحق صاحب ہیں جنہوں نے پاکستان میں ایک اہم مرکزی دینی درسگاہ جامعہ حقانیہ

کے نام سے قائم کیا جو پاکستان میں سب سے بڑا مدرسہ ہے اور جنہوں نے فراغت کے بعد تقسیم سے پہلے قیام پاکستان تک یہاں دارالعلوم دیوبند میں پڑھایا اسی طرح مولانا محمد اسعد صاحب مدنی مدظلہ اور دارالعلوم دیوبند کے موجودہ شیخ الحدیث جو آج کل اگرچہ درس نہیں دے سکتے معذور ہیں مگر شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز ہیں کی دستار بندی بھی ہوگی ۔ باقی حضرات فضلاء کرام کو کل یعنی ۲۳ مارچ کو جلسہ کے اختتام کے بعد دارالحدیث کے ہال میں دستار فضیلت دی جائیں گی۔

قاری محمد طیب کی دستار بندی مولانا اسعد مدنی

اس کے بعد دستار بندی شروع ہوئی سب سے پہلے خود حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کی رسم دستار بندی ادا ہوئی ۔جن کی مسلسل طویل اور انتھک خدمات کے دور میں دارالعلوم دیوبند نے ایک مدرسہ سے عالمی یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کرلی۔ اسکے بعد جانشین شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ حضرت مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہ صدر جمعیۃ العلماء ہند کی دستار بندی کا اعلان ہوا۔ فضلاء دارالعلوم کی کل تعداد میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ کے تلامذہ اوران سے سند حدیث لینے والوں کی تعداد دوتہائی سے کم نہ ہوگی ۔ ویسے بھی لاکھوں کروڑوں مسلمان حضرت قدس سرہ کے گرویدہ اور نام لیوا ہیں، آج یہ لوگ اپنے شیخ ،استاد اور مرشد کے جانشین اور یادگار کی اس پر مسرت اور بابرکت رسم دستار بندی کا منظر دیکھ کر بے تاب ہورہے تھے۔ اجتماع میں ہلچل مچ گئی لوگ فرط جذبات سے بے قابو ہو رہے تھے۔

مولانا اسعد مدنی کا اعلان کہ میرے استاد مولانا عبدالحق میری دستار بندی کریں

کہ اتنے میں مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہ نے مائک پر آکر فرمایا کہ یہاں سب اکابر علم وفضل ہیں مگر اس وقت میرے دو اساتذہ موجود ہیں جن میں ایک حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم ہیں (ایک اور بزرگ کا نام لیا جو غالبا دارالعلوم کے موجود شیخ الحدیث ہیں مگر نام سنا نہیں گیا) اور میری دلی خواہش ہے کہ ان حضرات اساتذہ سے میری دستار بندی کرائی جائے ۔ اس وقت حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ سٹیج کے شمالی کونے میں پہلے صف میں صوفے پر تشریف فرما تھے۔ حضرت مولانا اسعد صاحب مدظلہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں سہارا دیتے ہوئے مائک تک لے آئے۔

مولانا اسعد مدنی کی اپنے استاد کی تواضع اور عقیدت کا فرحت انگیر اور رقت آمیز منظر

یہ منظر عجیب فرحت انگیز اور رقت آمیز تھا ۔ مخدوم زادۂ عالم اور ہندوستانی مسلمانوں کے زعیم کے اپنے استاد سے متواضعانہ اور مخلصانہ عقیدت قابل دید تھی ۔ اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور دیگر اکابر اور حضرت قاری طیب صاحب مدظلہ نے حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ کی دستار بندی کرائی ۔

قاری طیب کا مولانا عبدالحق کو زبردست خراج تحسین

اسکے بعد حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نے مائک پر آکر حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی دستار بندی کا اعلان فرمایا اور حضرت کے بارہ میں تحسین ومحبت کے زوردار کلمات سے ان کا تعارف کیا اور فرمایا حضرت مولانا دامت برکاتہم دارالعلوم دیوبند کے جید علماء میں سے ہیں جنہوں نے فراغت کے بعد عرصہ تک دارالعلوم دیوبند میں تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور تقسیم ہند کے بعد بادل نخواستہ حضرت مولانا کو یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا اور تقسیم کے بعد ایک دینی ادارہ جامعہ حقانیہ کے نام سے قائم کررکھا ہے اور حضرت مولانا وہاں خود کئی ہزار فضلاء کو دستار فضیلت عنایت کرچکے ہیں۔ مگرانکی دستار بندی بھی نہیں ہوئی تھی اوراب بحیثیت فاضل دارالعلوم دیوبند ہونے کے ہم انکی خدمت میں دستارفضیلت پیش کررہے ہیں

حضرت مدظلہ اس وقت مائک کے قریب تشریف فرماتھے مائک پر آنے کے بعد ان کی دستار بندی ہوئی۔

مولانا عبدالحق مدظلہ کا مختصر ارشاد

دستار بندی کے بعد حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے دوچار منٹ تک مختصر کلمات بھی ارشاد فرمائے، فرمایا کہ: یہ سب ان اکابر کی برکت اوردارالعلوم کافیض ہے ہم میں اسکی ہرگز اہلیت نہیں پورے برصغیر میں دین کی اشاعت حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، حضرت شیخ الہند مولانا محمودالحسن صاحب رحمہ اللہ، حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، اورحضرت قاری صاحب مدظلہ ان اکابر کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے ان اکابر دارالعلوم کی کوششوں سے ملک آزاد ہوا اوردارالعلوم برصغیر میں اسلامی بقاء اوراشاعت کا ذریعہ بناء دارالعلوم دیوبند کورب العزب مزید ترقیوں سے نوازے۔

اس موقع پر ایک اور برگزیدہ بزرگ کی دستار بندی بھی کی گئی جن کا نام سمجھنے میں نہیں آیا مگرکسی نے کہا حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی کے خلیفہ اجل مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب مدظلہ تھے اور کسی نے کہا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے پوتے حضرت مولانا مفتی محمود احمد گنگوہی دامت برکاتہم تھے۔ اس کے بعد حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نے مائک پر آکر کسی بزرگ کا نام لیکر فرمایا کہ ان حضرات کی خواہش ہے کہ اس نشست میں حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ کی دستار بندی بھی کردی جائے۔ چنانچہ ان کی دستار بندی بھی اس موقع پر کردی گئی۔

اجلاس کی آخری نشست ۲۳ مارچ میں بھی اختتام سے قبل بعض اکابر مدرسین دارالعلوم دیوبند اور کچھ حضرات کی دستار بندی ہوئی۔ جس میں مولانا سعید احمد اکبرآبادی، مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی، مولانا منت اللہ رحمانی، مولانا قاضی زین العابدین، سجاد میرٹھی، شاہ صبغۃ اللہ بخاری، مولانا بدرالحسن ایڈیٹر عربی جریدہ الداعی مولانا محمد اسلم قاسمی ناظم اجلاس وغیرہ کے نام یاد پڑتے ہیں۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

خود احتسابی کا فقدان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَا أَیُّھَا الَّذِیۡنَ آمَنُواۡ عَلَیۡکُمۡ أَنفُسَکُمۡ لاَ یَضُرُّکُم مَّن ضَلَّ إِذَا اھۡتَدَیۡتُمۡ إِلَی اللّٰہِ مَرۡجِعُکُمۡ جَمِیۡعاً فَیُنَبِّئُکُم بِمَا کُنتُمۡ تَعۡمَلُوۡن (المائدہ: ۱۰۵)

”اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو، اگر تم صحیح راستے پر ہونگے تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ تمہیں بتائے گا۔ کہ تم کیا عمل کرتے رہے ہو۔“

امت مسلمہ مسائل کی دلدل میں:

محترم سامعین! آج ہم اگر ہر طرف دیکھیں گھر کے اندر یا باہر، اندرون ملک، بیرون ملک ہر جگہ مسلمان مسائل کا شکار ہیں۔ اندورن تو اختلاف اور جھگڑوں میں مبتلا ہیں تو بیرون غیر مسلم کے پنجے میں، اگر ان تمام مسائل پر غور کیا جائے تو ایک صحیح العقیدہ مسلمان یہ بات کہنے پر مجبور ہوگا کہ ان مصائب وتکالیف کی اصل وجہ دین سے دوری اور حضور اکرم V کی سنتوں سے انحراف ہے آج امت مسلمہ کی اکثریت نے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور نبی کریم V کی سنتوں کا اتباع چھوڑ کر اپنی من چاہی زندگی جو صرف خواہشات پر مبنی ہے اپنائی ہوئی ہے تو ان ہی اعمال کی وجہ سے صبح وشام نت نئی تکالیف اور مصائب کا شکار ہیں، قرآن مجید میں تمام مصائب اور مشکلات کا سبب ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ:

وَمَآ أَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ أَیۡدِیۡکُمۡ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ (الشوریٰ: ۳۰)

”جو کچھ مصیبتوں سے تم دوچار ہوتے ہو وہ سب تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور بہت سے تمہارے بداعمال اللہ تعالیٰ معاف بھی فرماتے ہیں یعنی انکی کوئی سزا نہیں دیتے۔“

مصائب ومشکلات کے اسباب:

بہرحال ہماری تمام تکالیف ومصائب ،مسائل ومشکلات کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سنت رسول ﷺ سے روگردانی ہے اور یہ سبب سب کو معلوم بھی ہے اسی طرح ان مسائل کو حل کرنے کیلئے ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف جماعتیں دن رات مختلف طریقوں سے اصلاح کی کوششیں بھی کرتیں ہیں لیکن ان تمام کوششوں ،قربانیوں کے باوجود بے دینی کا سیلاب دن بدن مزید پھیل رہا ہے مگر دین جہاں پر کھڑا تھا وہاں سے پیچھے کی جانب تو آتا ہے مگر ترقی کی جانب سفر نہیں کرتا اس کی وجہ اور سبب کیا ہے؟ تو اس کا جواب وہ آیت کریمہ ہے جو آپ حضرات کے سامنے خطبہ میں ذکر کی گئی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (المائدۃ:۱۰۵)

”اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو۔اگر تم صحیح راستے پر ہونگے تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا عمل کرتے رہے ہو“

ہمارا بنیادی مسئلہ:

محترم سامعین ! جب اس آیت مبارک پر غور وفکر کریں تو ہمارے سامنے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ جب بھی ہم اصلاح کی بات کرتے ہیں یا کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو ہماری نظر دوسروں کے عیوب پر ہوتی ہے کہ فلاں رشوت خور،زانی ،شرابی ،ڈاکو،حرام خور،قاتل ،جھوٹا ،بے نمازی وغیرہ ہے اس کی اصلاح کرنا ضروری ہے ہر وقت یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ ہر چیز میں دھوکہ وفریب ہورہا ہے۔عریانی وعیاشی کا بازار گرم ہے یہ سب بداعمال دوسرے لوگ ہی کرتے ہیں لیکن ہمیں کبھی بھی اپنی جان کی فکر کرنے کی نوبت نہیں آئی کہ یہ امور باطلہ تو ہمارے اندر بھی موجود ہیں یہ عیب اور برائیاں تو میرے اندر بھی پائی جاتی ہیں ، میرا پہلا فرض تو یہ تھا کہ میں اپنی اصلاح پہلے کرتا لیکن ہمیں اپنے اندر کچھ بھی غلط نظر نہیں آرہا بلکہ غلطی صرف دوسرے لوگ کررہے ہیں اس لئے قرآن مجید نے بڑے بہترین انداز میں فرمایا: کہ اے ایمان والو!تم اپنی اصلاح کی فکر کرو جب تم خود راہ راست پر آگئے تو پھر جو لوگ ہدایت یافتہ نہیں ہیں ان کے اعمال بد تم کو کوئی نقصان نہیں پہچا سکتے اس لئے کہ تم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی واپس لوٹ کر جانا ہے اس آیت مبارکہ میں ذکر ہے کہ ہر شخص کو صرف اپنے اعمال کا جواب دینا ہے اور ہر شخص سے اس کے اپنے اعمال کا سوال ہوگا اسلئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے اعمال کا جائزہ لو کہ میرے کتنے اعمال اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری پر مشتمل ہیں اور کتنے

نافرمانی پر میرے کون سے کام سنت رسول V کے موافق ہیں اور کتنے مخالف۔

نکتہ چینی: میرے محترم سامعین! بعض اوقات آدمی کی نظر دوسرے لوگوں پر ہوتی ہے کہ فلاں فلاں عیوب میں مبتلا ہیں اور اپنے عیوب سے غافل اور بے فکر ہوجاتا ہے حالانکہ رسول V ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا: من قال :هلك الناس فهواهلكهم یعنی جو شخص یہ کہے کہ تمام لوگ ہلاک ہوگئے کیونکہ ان کے اعمال وکردار گفتار خراب ہیں تو سب سے زیادہ ہلاکت کا شکار وہ شخص خود ہے جو دوسروں کی برائیاں تو بیان کررہا ہے مگر اپنی حالت سے بے خبر ہے اور اگر ہم اپنی حالت پر غور وفکر کریں اپنے عیوب پر نظر ڈالیں اور ان کی اصلاح کی فکر کریں تو یقیناً ہمیں اپنی جانیں سب سے زیادہ معیوب اور بری نظر آئیں گی اور دوسرے لوگ خود سے بہتر معلوم ہونگے۔

حضرت ذوالنون مصری کی تواضع وکسر نفسی: حضرت ذوالنون مصریؒ بڑے درجے کے اولیاء اللہ اور اتنے اونچے درجے کے بزرگ ہیں کہ ہم لوگ اس کا تصور وخیال بھی نہیں کرسکتے۔ان کے بارے میں ایک عجیب وغریب واقعہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ ان کے شہر میں قحط پڑ گیا، اور بارشیں بند ہوگئی۔لوگ انتہائی پریشان حال اور مجبور ہوگئے، اور بارش کیلئے دعائیں اور نمازیں پڑھ رہے تھے۔کچھ لوگوں نے سوچا کہ آج کے دور میں کائنات کا سب سے بڑا ولی اور بزرگ حضرت ذوالنون مصریؒ ہیں ان کے پاس جا کر دعا کی درخواست کرتے ہیں جب وہ اللہ کے حضور دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا چنانچہ قوم اکٹھی ہو کر حضرت ذوالنون مصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت: آپ دیکھ رہے ہیں کہ پوری قوم قحط اور تکلیف میں مبتلا ہے۔آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا فرمائے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا: کہ دعا تو میں کروں گا انشاء اللہ، لیکن ایک بات سن لو، وہ یہ کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ (الشوریٰ:۳۰) جو کچھ تمہیں دنیا کی مصیبت یا پریشانی آتی ہے وہ لوگوں کی بداعمالیوں اور گناہوں کی وجہ سے آتی ہے۔لہٰذا اگر بارش نہیں ہورہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بداعمالیوں اور گناہوں میں مبتلا ہیں اور ان گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحمت کے دروازے بند کردیئے ہیں، اس لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم میں سے کون سا شخص سب سے زیادہ گناہگار ہے، لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ پوری بستی میں مجھے اپنی ذات سے زیادہ گناہ گار آدمی نظر نہیں آرہا اور میرا غالب گمان بھی یہ ہے کہ بارش کا رکنا اور قحط کا آنا اس وجہ سے ہے کہ میں اس علاقے میں موجود ہوں۔ جب میں اس گاؤں سے باہر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس گاؤں کی طرف متوجہ ہوگی انشاء اللہ۔اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسی قحط سالی کا علاج یہ ہے

کہ میں اس علاقے سے دور چلتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں خیر وعافیت نصیب فرما کر آپ تمام قوم پر رحم وکرم کا معاملہ فرمائے۔

قابل تقلید عمل: محترم حضرات دیکھئے! حضرت ذوالنون مصریؒ جیسا بزرگ اور اللہ کا کامل بندہ یہ خیال کررہا ہے کہ اس علاقے میں مجھ سے بڑا گناہ گار کوئی نہیں۔ اس لئے اگر میں اس علاقے سے نکل جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ اس بستی پر رحم فرما کر ان کی پریشانی دور فرمادیں گے۔ اب بتائیے کہ کیا وہ جھوٹ بول رہے تھے؟ حضرت ذوالنون مصریؒ جیسے ولی اللہ کی زبان سے جھوٹ نہیں نکل سکتا بلکہ وہ حقیقتاً اپنے آپ کو یہ سمجھتے تھے کہ سب سے زیادہ گناہگار اور عیب دار میں خود ہوں۔ اور وہ اس لئے یہ سوچ رکھتے تھے کہ ہر وقت ان کی نظر اپنی ذات پر تھی کہ میرے اندر کیا عیوب اور نقائص ہیں؟ اور ان کو میں کیسے ختم کروں گا۔

اپنے اعمال کا جائزہ: بہر حال جب تک دوسروں کو دیکھتے رہے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلاں کے اندر یہ عیب ہے اور فلاں کے اندر یہ برائی ہے لیکن جب اپنے عیوب پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ کوئی بھی اتنا بڑا مجرم نہیں جتنا بڑا مجرم میں خود ہوں، اس لئے کہ جب اپنے اعمال کا جائزہ لینے کی توفیق ہوئی تو سارے عیوب اور نقصانات سامنے آگئیں، یاد رکھئے! کوئی انسان دوسرے انسانکے عیوب اور برائی سے اتنا واقف نہیں ہوسکتا جتنا انسان اپنی برائی سے واقف ہوتا ہے۔

معاشرے کی اصلاح: محترم سامعین! معاشرے کی اصلاح تو اس وقت ہوگی جب ہر وقت ہم سوچیں کہ میں جھوٹ بولنے کا عادی ہوں تو کس طرح میں جھوٹ سے چھٹکارا حاصل کرسکوں گا؟ میں غیبت کرنے کا بیمار ہوں تو اس غیبت کو کیسے چھوڑوں گا، میں دھوکہ باز ہوں اس جرم سے کیسے نجات حاصل ہوگی، اگر سودی کاروبار کرتا ہوں یا سود کا پیسہ کھاتا ہوں تو اس عظیم لعنت سے اپنے آپ کو کیسے بچاؤں۔ اگر میں بے پردگی اور عریانی وفحاشی میں مبتلا ہوں تو میں کیسے اس سیلاب سے خود کو محفوظ کرونگا، اور ان تمام عیوب کی اصلاح اپنی ذات سے شروع کرنا پڑے گی، جب تک ہمارے اندر یہ فکر پیدا نہیں ہوگی، یاد رکھیں! اس وقت تک میں اصلاح کی یہ فکر دوسرے کے اندر منتقل نہیں کرسکتا، اسی لئے قرآن کریم نے فرمادیا کہ:

عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدة: ۱۰۵)

"اپنی جانوں کی فکر کرو، اگر دوسرے لوگ گمراہ ہورہے ہیں تو ان کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں پہنچاسکتی۔ بشرطیکہ تم راہ راست پر ہو۔"

سنت نبویؐ کی پیروی: میرے محترم سامعین! جب یہ فکر ہر ایک شخص کے ذہن میں پیدا ہوگی تو یہ معاشرہ خود بخود صحیح سمت روانہ ہوجائے گا اور موجودہ تمام مسائل خود بخود حل ہونگے، اور اس کی زندہ وتابندہ

مثال حضور اکرم V کی مثالی زندگی اور صحابہ کرامؓ کی مجاہدانہ کردار ہے آیئے دیکھتے ہیں کہ عرب کا وہ انتہائی گمراہ اور جہالت میں ڈوبا ہوا معاشرہ جس میں کائنات کا ہر گناہ اور ہر فساد موجود تھا کس طرح ہدایت کا تابندہ سورج بن کر تمام دنیا کیلئے اسلام اور امن، خوشحالی اور کامیابی والا معاشرہ بن گیا اور ۲۳ سال کے مختصر عرصے کی محنت کے بعد وہ قوم پوری دنیا کیلئے ایک مثال اور نمونہ بن کر ابھرتی ہے یہ انقلاب کیسے آیا؟

حضورؐ کی پالیسی: حضور اکرم V نے ان ۲۳ سالوں میں سے ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں گزارے اس مکی دور میں نہ جہاد کا حکم، نہ کوئی سرداری اور حکمرانی ہے بلکہ اس وقت حکم یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا بدلہ بھی مت لو بلکہ برداشت کرتے رہو صبر کا دامن ہاتھ سے جانے مت دینا مکی زندگی کی تکالیف آپ حضرات کے سامنے کئی کئی مرتبہ ذکر کر چکا ہوں حضرت بلال حبشیؓ کو تپتی ہوئی ریت پر لٹایا جاتا سینے پر پتھر کی سلیں رکھی جاتی، عمار کے والد حضرت یاسرؓ کو بیدردی سے شہید کیا گیا حضرت سمیہؓ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے شہید کیا گیا اور یہ مطالبہ کیا جارہا تھا کہ لا الہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا انکار کرو، جس وقت صحابہ کرام پر یہ ظلم کیا جارہا تھا تو اس کے جواب میں صحابہ کرامؓ کم از کم ایک تھپڑ اور لات تو مار سکتے تھے لیکن اس وقت حکم یہ تھا کہ تکلیف برداشت کرتے رہو بدلہ لینے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا مکی زندگی کے ۲۳ سال اس طرح گزرے کہ اس میں حکم یہ تھا عبادت میں لگے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے برداشت اور صبر کا دامن مت چھوڑو۔ تو اس کے بعد مدینہ طیبہ کی زندگی کا آغاز ہوا پھر آپ نے وہاں ایسا نظام قائم فرمایا کہ کائنات نے ایسا نظام نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ ہی تا قیامت دیکھ سکے گی اور وجہ صرف یہ تھی کہ ہر شخص اپنی اصلاح کی فکر میں مگن تھا اور ان کا پہلا کام یہ تھا کہ اپنی اصلاح کی فکر کرو اپنی اصلاح کے بعد جب انسان آگے دوسروں کی اصلاح کی طرف قدم بڑھائے گا تو انشاء اللہ اس میں کامیابی و کامرانی اس کے قدم چومے گی۔ پھر وہی ہوا کہ صحابہ کرامؓ جس جگہ پر بھی پہنچے فتح ہی فتح، غلبہ ہی غلبہ اور تمام عالم کفران سے مرعوب تھا

اپنے آپ کا محاسبہ: محترم حضرات! میری تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ آج ہماری اصلاح کی تمام کوششیں اور قربانیاں ناکامی کا شکار ہیں اور معاشرے پر انکا کوئی نمایاں اثر نظر نہیں آتا اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی اصلاح کے بجائے دوسرے لوگوں کیلئے مصلح بن گئے ہیں حالانکہ پشتو میں ضرب المثل ہے کہ ''چھلنی نے کوزے کو کہا کہ تم میں دو سوراخ ہیں'' یہی ہماری حالت ہے کہ خود عیوب سے بھرے پڑے ہیں اور دوسروں کی اصلاح کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح طریقے سے اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بحث ونظر ڈاکٹر عصمت اللہ*

غزوہ سندھ وہند کی پیشین گوئی

حدیث غزوۃ الہند اور اس کے عصری معنویت کے حوالے سے مسلسل مباحثے جاری ہیں، ہندوستانی علماء اس کا مفہوم کچھ اور سمجھتے ہیں جبکہ پاکستانی کچھ اور، اس حوالے سے محدثین کرام کی تشریحات کیا ہیں؟ کن کتابوں میں وارد ہے؟ اور اسنادی حیثیت کے علاوہ اس کی عصری تطبیق کیا ہے؟ ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب نے زیر نظر تمام مباحث کو انتہائی خوش اسلوبی کیساتھ جمع کیا ہے............(ادارہ)

غزوہ ہند وسندھ اسلامی تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے، اس کا آغاز خلفائے راشدین کے عہد سے ہوا جو مختلف مراحل سے گذرتا ہوا آج 2016 میں بھی جاری ہے اور مستقبل میں اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب تک جاری رہیگا۔ اس کی دینی بنیادوں پر غور کریں تو حقیقت یہ ہے کہ ایک لحاظ سے غزوہ ہند، نبوی غزوات وسرایا میں شامل ہے، ہماری نظر میں نبوی غزوات کی بلحاظِ زمانہ وقوع دو بڑی قسمیں ہیں:

۱) غزواتِ ثابتہ یا واقعہ: یعنی وہ جنگیں جو رسول اکرم V کی زندگی میں، وقوع پذیر ہو چکیں، سیرت نگاروں اور محدثین کی اصطلاح میں ان غزوات کی دو قسمیں ہیں:

غزوہ: وہ معرکہ جس میں آپ V نے بذاتِ خود شرکت فرمائی اور جنگ میں صحابہ کی کمان اور قیادت کی۔ تعداد کے اعتبار سے تقریبا 27 ایسی جنگیں ہیں جن میں نبیؐ نے بذاتِ خود شرکت فرمائی۔ (۱)

سریہ: محدثین اور سیرت نگاروں کی اصطلاح میں وہ جہادی مہمات جن میں آپ نے بذاتِ خود شرکت نہیں فرمائی بلکہ کسی صحابی کو قیادت کے لیے متعین فرمایا، سریہ کہلاتی ہیں، اور کتبِ حدیث وسیرت میں تفصیلی تذکرہ موجود ہے.

زمانی تقسیم کے لحاظ سے یہ دونوں قسمیں غزواتِ واقعہ کے ذیل میں آتی ہیں۔

۲) غزواتِ موعودہ: اس قسم میں وہ سب جنگیں اور غزوات شامل ہیں جو نبی اکرم V کی وفات کے بعد آپ کی بشارت اور پیشین گوئی کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئیں، یا مستقبل میں کسی وقت وقوع پذیر ہونگی۔

---

* پروفیسر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

غزواتِ موعودہ کی مثال نبی اکرم V کی وہ پیشین گوئی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ V نے ارشاد فرمایا: قیامت سے قبل تم چھوٹی آنکھوں، سرخ چہروں، اور چپٹی ناک والے ترکوں سے جنگ کرو گے ان کے چہرے گویا تیر زدہ ڈھالیں ہیں (۲)

غزواتِ موعودہ کی ایک اور مثال فتحِ قسطنطنیہ کی نبوی پیشگوئی ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ V نے ارشاد فرمایا: قیامت سے قبل یہ واقعہ ضرور پیش آئے گا کہ اہلِ روم اعماق یا دابق(۳) کے قریب اتریں گے تو ان سے جہاد کے لیے روئے زمین پر اس وقت کے بہترین لوگوں پر مشتمل ایک لشکر مدینہ منورہ سے نکلے گا، جنگ کیلئے صف بندی کے بعد رومی کہیں گے: ہمارے مقابلہ کے لیے ان لوگوں کو ذرا آگے آنے دیجیے جو ہماری صفوں سے آپ کے ہاتھوں قیدی بنے، اب وہ آپ کی جانب سے ہمیں قید کرنے کی نیت سے آگئے ہیں، ہم ان سے خوب نمٹ لیں گے، مسلمان جواباً ان سے کہیں گے: بخدا ہم اپنے بھائیوں کو تمھارے ساتھ اس لڑائی میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے، اس کے بعد جنگ ہوگی جس میں ایک تہائی مسلمان شکست خوردہ ہو کر پیچھے ہٹ جائیں گے، اللہ تعالی ایسے لوگوں کی توبہ ہرگز قبول نہیں فرمائیگا۔ ایک تہائی لڑ کر شہادت کا درجہ حاصل کریں گے، یہ لوگ اللہ تعالی کے ہاں افضل ترین شہدا کا مقام پائیں گے۔ باقی ایک تہائی مسلمانوں کو اللہ تعالی فتح سے ہمکنار فرمائیں گے، ان کو آئندہ کسی آزمائش سے دوچار نہیں کیا جائے گا، یہی لوگ قسطنطنیہ کو آخری مرتبہ فتح کریں گے۔ (۴)

نبوی غزوات میں سرکارِ دو عالم کی قیادت میں کفار کے خلاف جہاد میں شرکت کے لیے صحابہ کرام بے پناہ شوق اور جذبہ رکھتے تھے، ایسا شوق، سچے ایمان کا تقاضا اور حقیقی حب رسول V کی علامت تھی۔ لیکن نبی اکرم V کے مبارک عہد کے بعد جب آپ کی قیادت میں جہاد کی سعادت حاصل کرنے کا موقع باقی نہ رہا تو سلفِ صالحین ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ کم از کم آپ کی پیشگوئی والے معرکہ میں شرکت کی سعادت ضرور حاصل کرسکیں۔ اس ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عم زاد اور سالے، مشہور تابعی کمانڈر حضرت مسلم بن عبد الملک بن مروانؒ کے بارے میں کتبِ حدیث و تاریخ میں نقل ہوا ہے، اس کی تفصیل یوں ہے کہ حضرت عبداللہ بن بِشر بن سحیم الخثعمی، الغنوی رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت بِشر سے ایک حدیث بیان کرتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ V کو ارشاد فرماتے سنا کہ: قسطنطنیہ کا شہر ضرور فتح ہوگا اس فاتحانہ مہم کا امیرِ لشکر بہترین امیر اور لشکرِ مجاہدین بہترین لشکر ہوگا۔ (ملاحظہ ہو: مسند احمد ۲۳۵/٤ مسند بِشر بن سحیم الخثعمی: ۱۸۱۸۹ المستدرك على الصحيحين للحاكم٤ /٤٦٨، حديث: ۸۳۰۰، الاِصابة ۳۰۸/ ترجمہ نمبر: ۶۵۸)

یہ حدیث حضرت مسلمۃ بن عبدالملک کے علم میں آئی تو انہوں نے اس کے راوی حضرت عبداللہ بن بِشر کو بلوا بھیجا، حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب میں ان سے ملا تو انہوں نے مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو میں نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے ان کو یہ حدیث سنائی، چنانچہ انہوں نے مجھ سے یہ حدیث سننے کے بعد قسطنطینیہ پر چڑھائی کا فیصلہ کیا۔

احادیثِ غزوہ ہند میں امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی جو روایت نقل کی ہے، اس میں حضرت اِمام ابو اِسحاق فزاری کا قول نقل کیا ہے کہ جب انہوں نے یہ حدیث سنی تو ابنِ داؤد سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا: کاش! کہ مجھے رومیوں کے ساتھ جنگ و جہاد میں گذری ساری عمر کے بدلے میں ہندوستان کے خلاف نبوی پیشنگوئی کے مطابق کسی ایک جہادی مہم میں حصہ لینے کا موقع مل جاتا۔ اِمام ابو اِسحاق فزاری رحمہ اللہ کی اس تمنا کی عظمت کا اندازہ ان کے مناقب کے ضمن میں، حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالی کے اس خواب سے لگایا جا سکتا ہے جو امام ذہبی نے سیر اعلام النبلا میں نقل کیا ہے۔انہوں نے خواب میں دیکھا کہ نبی V کی مجلس لگی ہوئی ہے، اور آپ کے پہلو میں ایک نشست خالی ہے تو میں نے ایسے موقع کو نادر اور غنیمت سمجھتے ہوئے اس پر بیٹھنے کی کوشش کی تو نبی V نے یہ کہتے ہوئے منع فرما دیا کہ یہ نشست خالی نہیں بلکہ ابو اِسحاق فزاری کے لیے مخصوص ہے(۵)

غزوہ سندھ و ہند کے متعلق نبوی پیشین گوئی

غزوہ ہند و سندھ بھی نبی V کے غزواتِ موعودہ کی ذیل میں آتا ہے اور اس کی بشارت، پیشنگوئی اور فضیلت کے متعلق نبی کریم V سے متعدد احادیث مروی ہیں۔ اہلِ علم و فضل ان احادیث کا تذکرہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں ضرور کرتے رہتے ہیں لیکن عام طور پر کسی حوالہ کے بغیر، ہم نے مقدور بھر محنت کر کے بیشمار کتب و مصادرِ حدیث کو کھنگالا، ان احادیث کو تلاش کیا، ترتیب دے کر ان کا درجہ بلحاظ صحت و ضعف معلوم کیا، ان ارشاداتِ نبویہ کے معانی و مفاہیم پر غور و فکر کیا اور ان سے ملنے والے اشارات و حقائق اور پیشین گوئیوں کو قرطاس پر منتقل کیا، اب ہم اپنی اس محنت کے نتائج سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں بالعموم اور برصغیر نیز کشمیر کے مسلمانوں کی خدمت میں بالخصوص پیش کرتے ہوئے یک گونہ خوشی اور مسرت محسوس کرتے ہیں۔

ہماری معلومات کے مطابق ایسی احادیث نبویہ کی تعداد پانچ ہے جن کے راوی تین جلیل القدر صحابہ کرام حضرت ابو ہریرہ، جن سے دو حدیثیں مروی ہیں، حضرت ثوبان اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم اجمعین اور تبع تابعین میں سے حضرت صفوان بن عمرو رحمہ اللہ تعالی ہیں۔

ذیل میں ہم ان شا اللہ تعالی ان سب احایث کو ذکر کریں گے، پھر ان کی علمی تخریج (ان کتبِ حدیث اور محدثین کا حوالہ جنہوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے) کے بعد ان سے استنباط شدہ شرعی احکام اور فوائد اور دروس کو بیان کریں گے۔

۱: حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سب سے پہلی حدیث حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

حدثنی خلیلی الصادق رسول اللّٰہ V انه قال: یکون فی هذه الام بعث لی السند والهند فان انا ادرکته فاستشهدت فذلك وان انا رجعت وانا ابوهریر المحرر قد اعتقنی من النار

ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو صرف امام احمد بن حنبل نے مسند میں روایت کیا ہے اور ابن کثیر نے انہی کے حوالے سے البدایہ والنہایہ میں نقل کی ہے۔(۶) قاضی احمد شاکر نے مسند احمد کی شرح و تحقیق میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔(۷)

ترجمہ: میرے جگری دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کیا اور فرمایا: اس امت میں سِندھ و ہند کی طرف (لشکروں کی) روانگی ہوگی، اگر مجھے ایسی کسی مہم میں شرکت کا موقع ملا اور میں (اس میں شریک ہوکر) شہید ہوگیا تو ٹھیک، اگر (غازی بن کر) واپس لوٹ آیا تو میں ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا جسے اللہ تعالی نے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہوگا۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے اسی حدیث کو اپنی کتاب السنن المجتبی اور السنن الکبری دونوں میں مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

> وعدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم غزو الهند فان ادرکتها انفق فیها نفسی و مالی فان اقتل کنت من افضل الشهدا وان ارجع فانا ابوهریر المحرر (۸)
>
> نبی کریم V نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا۔ اگر مجھے اس میں شرکت کا موقع مل گیا تو میں اپنی جان و مال خرچ کر دوں گا، اگر قتل ہوگیا تو میں افضل ترین شہدا میں شمار ہوں گا، اور اگر واپس لوٹ آیا تو ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی السنن الکبری میں یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ انہی کی ایک دوسری روایت میں یہ اضافہ بھی ہے۔ مسدد نے ابن داؤد کے حوالہ سے ابواسحاق الفزاری (ابراھیم بن محمد، محدثِ شام اور مجاہد عالم، وفات ہجری ۱۸۶) کے متعلق بتایا کہ وہ کہا کرتے تھے: وددت انی شهدت ماربد بکل غزوه

غزوتھا فی بلاد الروم میری خواہش ہے کہ کاش ہر اس غزوہ کے بدلے میں، جو میں نے بلا د روم میں کیا ہے، ماربد(عرب سے ہندوستان کی سمت مشرق میں کوئی علاقہ) میں ہونے والے غزوات میں شریک ہوتا۔ (۹) امام بیہقی نے یہی روایت دلائل النبوۃ میں بھی ذکر کی ہے۔ (۱۰) اور انہیں کے حوالہ سے اس روایت کو امام سیوطی نے الخصائص الکبری میں نقل کیا ہے۔ (۱۱)

مزید برآں اس حدیث کو مندرجہ ذیل محدثین نے تھوڑے سے لفظی فرق کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام احمد نے، مسند میں بایں الفاظ فان استشھد ت کنت من خیر الشھدا

شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے (۱۲) امام احمد کی سند سے ابن کثیر نے اسے البدایۃ والنھایۃ میں نقل کیا ہے۔ (۱۳) ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیا میں (۱۴)، امام حاکم نے المستدرك علی الصحیحین میں روایت کر کے درجہ حدیث کے متعلق سکوت اختیار کیا اور امام ذہبی نے اس کو اپنی تلخیصِ مستدرك سے حذف کر دیا۔ (۱۵) سعید بن منصور نے اپنی کتاب السنن میں، (۱۶) خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں، (۱۷) امام بخاری کے استاذ نعیم بن حماد نے الفتن میں، (۱۸) ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب الجھاد میں، اور اس کی سند حسن ہے (۱۹)، ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب العلل میں (۲۰)، ان کے علاوہ آئمہ جرح و تعدیل میں سے امام بخاری نے التاریخ الکبیر (۲۱) میں، امام مزی نے تھذیب الکمال میں (۲۲) اور ابن حجر عسقلانی نے تھذیب التھذیب میں اس حدیث کو روایت کیا ہے (۲۳)، درجہ کے لحاظ سے یہ حدیث مقبول، یعنی صحیح یا حسن ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔

۲: حضور V کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں دو گروہ ایسے ہوں گے جنھیں اللہ تعالی نے آگ سے محفوظ کر دیا ہے، ایک گروہ ہندوستان پر چڑھائی کرے گا، اور دوسرا گروہ عیسٰی ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔

انہی الفاظ پر اتفاق کے ساتھ یہ حدیث درج ذیل محدثین نے روایت کی ہے:

امام احمد نے مسند میں، (۲۴) امام نسائی نے السنن المجتبی میں، شیخ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (۲۵) اسی طرح السنن الکبری میں بھی (۲۶) ابن ابی عاصم نے کتاب الجھاد میں سندِ حسن کے ساتھ (۲۷)، ابن عدی نے الکامل فی ضعفا الرجال میں (۲۸)، طبرانی نے المعجم الاوسط میں (۲۹)، بیہقی نے السنن الکبری میں (۳۰)، ابن کثیر نے البدایہ والنھایہ میں (۳۱)، امام دیلمی نے مسند الفردوس میں (۳۲)، امام سیوطی نے الجامع الکبیر میں اور امام مناوی نے الجامع الکبیر کی

شرح فیض القدیر میں (۳۳)، امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں (۳۴)، امام مزی نے تھذیب الکمال میں (۳۵) اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں (۳۶)۔

۳: حضرت ابو ہریرہؓ کی دوسری حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم V نے ہندوستان کا تذکرہ کیا اور ارشاد فرمایا: ضرور تمھارا ایک لشکر ہندوستان سے جنگ کرے گا، اللہ ان مجاہدین کو فتح عطا فرمائیگا حتی کہ وہ (مجاہدین) ان (ہندوؤں) کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے اور اللہ (اس جہاد عظیم کی برکت سے) ان (مجاہدین) کی مغفرت فرمادے گا، پھر جب وہ واپس پلٹیں گے تو عیسی ابن مریم کو شام میں پائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: اگر میں نے وہ غزوہ پایا تو اپنا نیا اور پرانا سب مال بیچ دوں گا اور اس میں شرکت کروں گا، پھر جب اللہ تعالی نے ہمیں فتح عطا کردی اور ہم واپس پلٹ آئے تو میں ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا جو ملک شام میں (اس شان سے) آئے گا کہ وہاں عیسی ابن مریم کو پائیگا۔ یارسول اللہ ! اس وقت میری شدید خواہش ہوگی کہ میں ان کے پاس پہنچ کر انہیں بتاؤں کہ میں آپ V کا صحابی ہوں، (راوی کا بیان ہے کہ) حضور V مسکرا پڑے اور ہنس کر فرمایا: بہت مشکل، بہت مشکل۔

اس حدیث کو نعیم بن حماد نے اپنی کتاب الفتن میں روایت کیا ہے (۳۷)

اسحاق بن راہویہ نے بھی اس حدیث کو اپنی مسند میں ذکر کیا ہے، اس میں کچھ اہم اضافے ہیں، اس لیے ہم اس روایت کو پیش کررہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: بالیقین تمھارا ایک لشکر ہندوستان سے جنگ کرے گا اور اللہ ان مجاہدین کو فتح دے گا حتی کہ وہ سندھ کے حکمرانوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے، اللہ ان کی مغفرت فرمادے گا۔ پھر جب وہ واپس پلٹیں گے تو عیسیٰ ابن مریم کو شام میں پائیں گے۔ ابو ہریرہ بولے: اگر میں نے وہ غزوہ پایا تو اپنا نیا اور پرانا سب مال بیچ کر اس میں شرکت کروں گا، جب ہمیں اللہ تعالی فتح دے دے گا تو ہم واپس آئیں گے اور میں ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا جو شام میں آئیگا تو وہاں عیسی ابن مریم سے ملاقات کرے گا۔ یا رسول اللہ! اس وقت میری شدید خواہش ہوگی کہ میں ان کے قریب پہنچ کر انہیں بتاؤں کہ مجھے آپ کی صحبت کا شرف حاصل ہے (راوی کہتا ہے کہ) رسول اللہ V یہ سن کر خوب مسکرائے۔ (۳۸)

۴: حدیث حضرت کعب رضی اللہ عنہ

یہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: بیت المقدس کا ایک بادشاہ ہندوستان کی

جانب ایک لشکر روانہ کرے گا جو اسے فتح کرے گا، مجاہدین سرزمین ہند کو پامال کر ڈالیں گے، اس کے خزانوں پر قبضہ کرلیں گے، پھر وہ بادشاہ ان خزانوں کو بیت المقدس کی تزئین و آرائش کے لیے استعمال کرے گا۔ وہ لشکر ہندوستان کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر اس بادشاہ کے روبرو پیش کرے گا، اس کے مجاہدین، بادشاہ کے حکم سے مشرق ومغرب کے درمیان کا سارا علاقہ فتح کرلیں گے اور دجال کے خروج تک ہندوستان میں قیام کریں گے۔

اس روایت کو نعیم بن حماد استاذِ امام بخاری نے اپنی کتاب الفتن میں نقل کیا ہے۔ اس میں حضرت کعب سے روایت کرنے والے راوی کا نام نہیں ہے بلکہ المحکم بن نافع عمن حدثه عن کعب کے الفاظ آئے ہیں، اس لیے یہ حدیث منقطع شمار ہوگی (۳۹)

۵: حضرت صفوان بن عمروؒ کی حدیث

پانچویں حدیث حضرت صفوان بن عمرو رحمہ اللہ سے مروی ہے اور حکم کے لحاظ سے مرفوع کے درجہ میں ہے۔ کہتے ہیں کہ انہیں کچھ لوگوں نے بتایا کہ نبی V نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ ہندوستان سے جنگ کریں گے، اللہ تعالی ان کو فتح عطا فرمائیگا حتی کہ وہ ہندوستان کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے پائیں گے، اللہ ان مجاہدین کی مغفرت فرمائے گا، جب وہ شام کی طرف پلٹیں گے تو عیسی ابن مریم کو وہاں موجود پائیں گے۔

اس حدیث کو امام نعیم بن حماد نے الفتن میں روایت کیا ہے۔ (۴۰)

الحمد للہ ہم نے اللہ کریم کی توفیق وعنایت سے غزوہ سِندھ و ہند سے متعلق جملہ احادیث کو آپکے سامنے پیش کردیا ہے، اب ہم ان احادیث مبارکہ کے معنی ومفہوم، اشارات و دروس پر ایک نظر ڈالیں گے۔

غزوہ سِندھ و ہند کے متعلق نبوی ہدایات واشارات پر ایک نظر

یہ پانچوں احادیث، جن کے مآخذ، صحت وضعف کے اعتبار سے علم حدیث میں ان کا مقام پہلے بیان کرچکے ہیں، ان میں سچی پیشنگوئیاں، بلند علمی نکات اور بہت سے اہم، ماضی و مستقبل کے حوالے سے واضح اشارات موجود ہیں، جن میں عام مسلمانوں کے لیے بالعموم اور برصغیر کے مسلمانوں کے لیے بالخصوص خوشخبریاں اور بشارتیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن ان بشارتوں اور خوشخبریوں کی حلاوت ولذت کو وہی لوگ پوری طرح محسوس کرسکتے ہیں جنہیں اللہ تعالی نے کسی نہ کسی انداز سے اس مبارک نبوی غزوہ میں شریک ہونے کی سعادت بخشی ہے۔ ذیل میں ہم ان تمام اسباق ونکات کا بالترتیب ذکر کریں گے جو ان احادیث سے مستنبط کیے گئے ہیں۔

نبی کریم V کی محبت ایمان کی شرط اول ہے

ان احادیث میں نبی کریم V کی محبت کا بیان ہے جو حضرت ابو ہریر کے الفاظ حدثنی خلیلی سے مترشح ہے۔ نبی کریم V کی محبت ایمان کا اولین تقاضا، اس کی دلیل، اس کی علامت اور اس کا ثمرہ ہے، محض محبت بھی کافی نہیں بلکہ ایسی والہانہ محبت چاہیے کہ ایک مومن کی نظر میں نبی اکرم کی ذات گرامی کائنات کی ہر چیز سے بلکہ اس کی اپنی جان سے بھی زیادہ اسے محبوب ہو جائے۔ یہی مضمون حضرت انس کی حدیث میں وارد ہوا ہے جس میں آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ممن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے، اس کے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب اور پیارا نہ ہو جاں۔

عبداللہ بن ہشامؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک موقع پر حضور صلی اللہ کے ساتھ تھے، آپؐ نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا کہ حضرت عمر بولے یارسول اللہ ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں سوائے اپنی جان کے، حضورؐ نے فرمایا: نہیں عمرؓ ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں (تمہارا ایمان مکمل نہ ہوگا)، اس پر حضرت عمر نے کہا کہ اب آپ خدا کی قسم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا: اب بات بنی ہے عمر!!

نبی اکرم V کے ساتھ صحابہ کرام کی والہانہ محبت

ان احادیث میں آنحضرتؐ کے ساتھ صحابہ کرام کی الفت و محبت کا احوال بھی بیان ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو آپؐ کے ساتھ والہانہ عقیدت اور بے پناہ محبت تھی اور وہ اس محبت اور تعلق پر فخر کیا کرتے تھے اور اپنی گفتگو میں اور خصوصا احادیث روایت کرتے وقت اس قلبی تعلق کا مختلف انداز سے اظہار کر کے خوشی محسوس کرتے تھے اور یہ محض ایک زبانی دعوی ہی نہیں تھا بلکہ ان کی تمام عملی زندگی میں اس محبت اور چاہت کے واضح اور نمایاں اثرات نظر آتے تھے۔ حتی کہ عروہ بن مسعود ثقفیؓ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر جب اس والہانہ عشق کا مظاہر دیکھا تو وہ بھی اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکا کہ محمدؐ کے ساتھی ان سے جس طرح کی محبت کرتے ہیں وہ ہمیں دنیا کے کسی شاہی دربار میں نظر نہیں آئی۔

صحابہ کرام کو نبی کریم V کی سچائی پر پختہ یقین تھا

ان احادیث مبارکہ میں یہ چیز بھی نظر آتی ہے کہ صحابہ کرام کو آنحضرتؐ کی ہر بات اور ہر خبر کے سچا ہونے کا اٹل یقین تھا خواہ وہ ماضی کے متعلق ہو یا مستقبل کے حوالے سے، خواہ اس کا ذریعہ وحی الہی ہو یا کچھ اور، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے اس قسم کی خبریں اور پیشین گوئیاں صرف روایت نقل کرنے پر اکتفا

نہیں کیا بلکہ انہیں ایک ہونی شدنی حقیقت جان کر اپنے دلوں میں آرزوئیں پالتے رہے، اللہ تعالی سے دعائیں کرتے رہے کہ انہیں غزوہ ہند اور غزوہ سندھ میں شریک ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔

سندھ کا وجود

حدیث ابوہریرہؓ اس بات کی دلیل ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں ایک ایسا خطہ ارض دنیا میں موجود تھا جسے سندھ (تقریباً موجودہ پاکستان) کے نام سے جانا جاتا تھا۔

ہندوستان کا وجود

اسی طرح اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عہد رسالتؐ میں روئے زمین پر ایک ایسا ملک بھی موجود تھا جسے ہند کہا جاتا تھا۔

سندھ سرزمین عرب کے پڑوس میں اور اس پر چڑھائی غزوہ ہند سے پہلے ہوگی . یہ حدیث جس میں غزوہ سندھ و ہند کا ذکر آیا ہے، اس میں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ سندھ کا علاقہ عرب کے پڑوس میں واقع ہے نیز یہ کہ عزوہ سندھ غزوہ ہند سے پہلے ہوگا۔

سندھ اور ہند پر کفار کا قبصہ

مزید یہ کہ عہد رسالت مآبؐ میں سندھ اور ہند دو ایسے خطوں کے طور پر معروف تھے جن پر کفار کا قبضہ اور تسلط تھا اور زمانہ نبوت کے بعد بھی ایک عرصہ تک باقی رہا، جبکہ ہندوستان پر مزید، غیر معلوم مدت تک ان کا قبضہ برقرار رہنے کا امکان ہے.

نبی کریم V ان حقائق سے آگاہ تھے

ان احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ ان تمام حقائق سے آگاہ اور واقف تھے خواہ اس کا ذریعہ وحی الہی ہو یا تجارتی تعلقات یا دونوں ہوں، یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے جاسوسوں اور خفیہ انٹیلی جنس کے ذریعے آپ نے یہ معلومات حاصل کی ہوں کیوں کہ عزوات میں آپ یہ طریقہ کار اختیار کیا کرتے تھے۔ اگرچہ پہلے دو احتمال زیادہ قرین قیاس ہیں لیکن تیسرا احتمال بھی ناممکن نہیں ہے لیکن اس کے لیے ہمارے پاس کوئی منقولی دلیل نہیں ہے۔

دونوں ملکوں کی تاریخ

ان احادیث میں ان دونوں ممالک (سندھ اور ہندوستان) میں مستقبل میں پیش آنے والے بعض تاریخی واقعات کا حوالہ ہے اس کے ساتھ یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ آئندہ زمانے میں مسلمان ان ممالک سے جنگ کریں گے۔

غیب کی خبریں، پیشنگوئیاں

سندھ اور ہندوستان کی طرف ایک اسلامی لشکر کی روانگی اور جہاد اور پھر کامل فتح کی بشارت کی شکل میں ان احادیث میں مستقبل بعید کی خبر اور پیشنگوئی بھی موجود ہے۔

رسالت محمدیﷺ کی حقانیت کا ثبوت

مخبر صادقﷺ کی پیش گوئی آج ایک حقیقت بن چکی ہے، خلافت راشدہ اور پھر خلافت امویہ اور عباسیہ کے ادوار میں غزوہ ہند کی شروعات ہوئیں اور پھر ہندوستان پر انگریزی راج کے دوران بھی یہ جہاد جاری رہا، اور آج تقسیم ہند کے بعد بھی جاری ہے اور ان شا اللہ اس وقت تک جاری رہیگا جب تک کہ مجاہدین سرزمین ہند سے کفار کا قبضہ وتسلط ختم کر کے، ان کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر خلیفۃ المسلمین کے سامنے نہ لے آئیں۔ ان میں سے بعض واقعات کا حدیث نبوی کے مطابق پیش آجانا حضرت محمد V کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہے۔

بیت المقدس کی بازیابی اور مسجد اقصی کی آزادی کی بشارت

ان احادیث میں غزوہ ہند اور فتح بیت المقدس دونوں واقعات کو مربوط انداز میں ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ بیت المقدس کا مسلمان حاکم ایک لشکر روانہ کرے گا جسے اللہ تعالی ہندستان پر فتح عطا فرمائے گا۔ اس میں پوری امت مسلمہ کے لیے بیت المقدس کی آزادی اور مسجد اقصی کی بازیابی کی بشارت عظمی ہے اور یہ پیشنگوئی بھی موجود ہے کہ اس غزوہ کے دوران مجاہدین ہند اور مجاہدین فلسطین کے مابین زبردست رابطہ اور باہمی تعاون موجود ہوگا۔ اس سے یہ حقیقت ازخود واضح ہوجاتی ہے کہ ہندوستان کے بت پرست اور سرزمین معراج پر قابض یہودی عالم اسلام کے مشترک اور بدترین دشمن ہیں، آپسی رابطے میں ہیں، انہیں ہندوستان اور فلسطین کے مسلم علاقوں سے بیدخل کرنا واجب ہے۔

جہاد تا قیامت جاری رہے گا

ان احادیث میں غزوہ اور جہاد کو کسی خاص زمانے اور خاص وقت کیساتھ مقید نہیں کیا گیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد آخر زمانے تک جاری رہے گا حتی کہ سیدنا عیسی ابن مریم آسمانوں سے اتر کر دجال کو قتل کردینگے اور یہ بات صحیح اجادیث سے ثابت ہے کہ دجال اعظم کے اکثر پیروکار یہودی ہوں گے۔

جہاد دفاعی بھی ہے اور اقدامی بھی

یہ پانچوں احادیث اس پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں کہ غزوہ ہندوستان میں جہاد صرف دفاع تک محدود نہیں ہوگا بلکہ اس میں حملہ آوری اور پیش قدمی ہوگی اور دار الکفر کے اندر گھس کر کفار سے

جنگ کی جائے گی۔ غزوہ اور بعث کے دنوں الفاظ اس باب میں صریح ہیں۔ غزوہ کا لغوی مفہوم اقدامی جنگ ہے۔ جنگ دو طرح کی ہوتی ہے اول دعوتی و تہذیبی جنگ، دوم عسکری و فوجی جنگ، اور اسلام کی نظر میں دونوں طرح کی جنگ مطلوب ہے، یہ دونوں قسم کا جہاد پہلے بھی ہوا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا، البتہ مذکورہ احادیث میں جس غزوہ اور جنگ کی پیشنگوئی کی گئی ہے اس سے مراد عسکری اور فوجی جہاد ہے۔ واللہ اعلم

دشمنوں کی پہچان

ان احادیث میں اسلام اور مسلمانوں کے دو بدترین دشمنوں کی پہچان کرائی گئی ہے، ایک بت پرست ہندو اور دوسرے کینہ پرور یہودی۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ حضورؐ نے غزوہ ہند اور سندھ کا ذکر فرمایا اور ظاہر ہے کہ غزوہ اور جہاد صرف کفار کے خلاف ہی ہوسکتا ہے اور آج ہندوستان میں حکمران کفار، بت پرست ہندو ہیں اور حدیث ثوبانؓ میں یہ بیان ہوا ہے کہ سیدنا عیسی ابن مریم اور ان کے ساتھی دجال اور اس کے یہودی رفقا کے خلاف لڑیں گے۔ اس طرح گویا ایک طرف حدیث میں کفر اور اسلام دشمنی کی قدر مشترک کی بنا پر یہود و ہنود کو ایک قرار دیا گیا اور دوسری طرف مسلم اور مجاہد فی سبیل اللہ کی قدر مشترک کی وجہ سے مجاہدین ہند اور سیدنا عیسی اور ان کے اصحاب کو ایک ثابت کر دیا گیا۔

نبوی اور صحابہ کرام کی مجالس میں ہندوستان کا تذکرہ

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ اپنی مجلسوں میں ہندوستان کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے اور یہ تذکرہ اکثر ہوا کرتا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ تذکرہ صرف جہاد اور غزوہ کے ضمن میں ہی ہوتا ہوگا نہ کہ سفر تجارت یا سیر و سیاحت کی غرض سے۔

غزوہ ہندوستان کے بارے میں حضورؐ کی نیت و آرزو

نبی کریم اور ان کے صحابہ کرام چونکہ اکثر اوقات غزوہ ہند کا تذکرہ کیا کرتے تھے لہٰذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آنخضرتؐ اور آپ کے صحابہ اس غزوہ میں شرکت کے آرزومند تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں غور و فکر کر کے اس کے لیے کوئی ابتدائی منصوبہ بندی بھی کی ہو اور اپنے صحابہ کو اس کی رغبت بھی دلائی ہو۔

غزوہ ہندوستان نبی 7 کا وعدہ ہے

حدیث میں دو الفاظ آئے ہیں (۱) وعدنی مجھ سے وعدہ کیا (۲) وعدنا ہم سے وعدہ کیا اور وعدہ سے مراد کسی عمل خیر کا وعدہ ہے اور وعدے میں نیت اور ارادہ لازماً پائے جاتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں غزوہ ہند کی نیت اور قصد موجود تھا اور آپ ہندوستان پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپؐ نے اپنا یہ ارادہ کبھی فرد واحد کے سامنے اور کبھی پوری مجلس کے سامنے ظاہر فرمایا تاکہ تمام صحابہ کرام بلکہ قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے علم میں آجائے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے

ابو عاصم کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں وعدنا الله و رسوله الخ، یہ الفاظ دلیل ہیں کہ یہ صرف حضورؐ کا وعدہ ہی نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے اور اللہ اپنے وعدے کی کبھی خلاف ورزی نہیں کرتا وعد اللّٰہ لایخلف اللّٰہ وعدہ ولکن اکثر الناس لایعلمون

جنگ و جہاد کی ترغیب

ان احادیث مبارکہ میں نبی 7 نے مسلمانوں کو جنگ اور جہاد کی رغبت دلائی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:(ترجمہ)اے نبی !ایمان والوں کو جہاد کی ترغیب دو، اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدم ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے سو آدمی ہوں گے تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب آئیں گے کیونکہ وہ کفار سمجھ نہیں رکھتے۔ جنگ و جہاد کی یہ ترغیب صحابہ کرام، تابعین اور قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے۔

سامراجی قوتوں کا علاج

اس میں امت کے لیے یہ رہنمائی بھی ہے کہ دنیا میں کفار و مشرکین کے غلبہ و سامراجی، استعماری طاقتوں اور استبدادی کاروائیوں کا علاج بھی جنگ و جہاد ہی میں مضمر ہے۔ اس کے سوا اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہے، مذاکرات، عالمی اداروں میں مقدمہ بازی اور کسی دوست یا غیر جانبدار ثالث کی کوئی کوشش یا مداخلت ضیاعِ وقت کے سوا کچھ نہیں۔

غزوہ ہند میں مال خرچ کرنے کی فضیلت

ان احادیث میں غزوہ ہند میں مال خرچ کرنے کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اگرچہ راہ جہاد میں مال خرچ کرنا اعلیٰ درجے کا انفاق ہے لیکن غزوہ ہند میں خرچ کرنے کی فضیلت عمومی انفاق فی سبیل اللہ سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی فضیلت کی بنا پر سیدنا ابو ہریرہؓ بار بار یہ خواہش کرتے تھے کہ اگر میں نے وہ غزوہ پایا تو اپنی جان اور اپنا نیا پرانا سب مال اس میں خرچ کردوں گا۔

غزوہ ہند کے شہداء کی فضیلت

مذکورہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں شریک ہونے والے شہدا کی بھی بہت

بڑی فضیلت ہے کیونکہ انکے آنحضرتؐ نے افضل الشھدا اور خیر الشھدا کے الفاظ بیان فرمائے ہیں۔

مجاہدین ہند کے لیے جہنم سے نجات کی بشارت

ان احادیث میں ان مجاہدین کی جہنم سے آزادی کی بشارت آتی ہے جو اس غزوہ میں شریک ہوں گے اور غازی بن کر لوٹیں گے۔ آپؐ نے دو جماعتوں کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالی نے انہیں آگ سے محفوظ کر دیا ہے اور پہلی جماعت کے متعلق یہ صراحت فرمائی کہ وہ ہندوستان سے جنگ کرے گی اور حضرت ابو ہریرہؓ کے الفاظ بھی اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اگر میں اس غزوہ میں غازی بن کر لوٹا تو میں ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا جسے اللہ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہوگا۔

آخری جنگ میں فتح کی بشارت

ان میں یہ بشارت بھی موجود ہے کہ آخر زمانے میں جب حضرت مہدی اور سیدنا عیسی ابن مریم بھی دنیا میں موجود ہوں گے، اللہ تعالی مجاہدین ہند کو عظیم الشان فتح عطا فرمائے گا اور وہ کفار کے سرداروں اور بادشاہوں کو گرفتار کر کے قیدی بنائیں گے۔

مال غنیمت کی خوشخبری

اللہ تعالی ان مجاہدین کو بیش بہا مال غنیمت سے بھی نوازے گا۔

سیدنا عیسی علیہ السلام سے ملاقات کی بشارت

ایک بشارت ان احادیث میں یہ ملتی ہے کہ جو مجاہدین اس مبارک غزوے کے آخری مرحلے میں برسرپیکار ہوں گے وہ سیدنا عیسی ابن مریم علیہ السلام کی زیارت باسعادت اور ملاقات بابرکات سے مشرف ہوں گے۔

ہندوستان کے ٹکڑے ہوں گے

آخری اور سب سے بڑی بشارت ان احادیث میں یہ ہے کہ اس غزوہ کے نتیجے میں ہندوستان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہو جائے گا، جن پر ایک متفقہ بادشاہ کے بجائے کئی بادشاہ بیک وقت حکمرانی کر رہے ہوں گے۔

اس کے علاوہ اہل علم نے اور بھی کئی بشارتیں ان احادیث سے مستنبط کی ہیں، البتہ ہم نے ان احادیث کی تخریج اور ان کے دروس و اشارات، اور نبوی ہدایات اِجمالا اہلِ علم کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔ و فیہ الکفایة والله اعلم

حواشی و حوالہ جات

(۱) غزواتِ نبوی کی تعداد مختلف کتبِ حدیث وسیر میں بیان ہوئی ہے، ہم نے مشہور مالکی فقیہ امام ابن الجزی الغرناطی سے لی ہے، ملاحظہ ہو ان کی کتاب: القوانین الفقھیة ۲ ۲۷۲/ ۲۷۳

(۲) ملاحظہ ہو: صحیح بخاری کتاب الجھاد والسیر باب قتال الترك: ۲۷۱۱ اور صحیح مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیتمنی: ۵۱۸۷

(۳) یہ حدیث محدثین کے ہاں (حدیث الاعماق) کے نام سے معروف ہے کیونکہ اس میں اعماق اور دابق، موجودہ ملک شام کے شہر حلب کے قریب واقع۔ دو ایسی جگہوں کا تذکرہ آیا ہے جہاں (ملحمة الاعماق) قرب قیامت سے پہلے وقوع پذیر ہوگا جس میں صلیبی عیسائیوں اور مجاہدینِ اسلام کے درمیان خونریز معرکہ ہوگا، حضرت حذیفہؓ کی ایک حدیث کے مطابق اس معرکہ میں کام آنے والے (افضل ترین شہدا امتِ محمدیہ) ہوں گے۔ ملاحظہ ہو: السنن الوارد فی الفتن وغوائلھا و الساعة واشراطھا ۱۰۹۶/۵ لأبی عمرو عثمان بن سعید المقرء الدانی (۳۷۱۔۴۴۴ھ) تحقیق: رضا الله مبارکپوری معجم البلدان للحموی ۲۲۲/۲ و سیر اعلام النبلا ۳۵۷/۶

(۴) ملاحظہ ہو: صحیح مسلم کتاب الفتن باب فتح القسطنطینیة: ۵۶۵۷

(۵) ملاحظہ ہو: مسند احمد /مسند بشر بن سحیم الخثعمی: ۱۸۱۸۹، المستدرك علی الصحیحین ۴۶۸/۴ حدیث: حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے فضیل بن عیاض کا خواب ذہبی نے سیر اعلام النبلا ۵۴۲/۸ میں نقل کیا ہے

(۶) ملاحظہ ہو: مسند احمد ۳۶۹/۲ مسند ابو ھریرةؓ: ۸۴۶۷ البدایة والنھایة لابن کثیر الابار عن غزو الھند ۲۲۳/۶ بقول ابن کثیر، یہ الفاظ صرف امام احمد نے نقل کیے ہیں

(۷) ملاحظہ ہو: مسند احمد تحقیق وشرح: احمد شاکر ۱۷/۱۷ حدیث: ۸۸۰۹

(۸) ملاحظہ ہو: السنن المجتبی ۴۲/۶ کتاب الجھاد باب غزوة الھند: ۳۱۷۳، ۳۱۷۴، السنن الکبری للنسائی ۲۸/۳ باب غزوة الھند: ۴۳۸۲۔۴۳۸۳

(۹) ملاحظہ ہو: السنن الکبری للبیھقی ۱۷۶/۹، کتاب السیر باب ما جا فی قتال الھند: ۱۸۵۹۹

(۱۰) ملاحظہ ہو: دلائل النبوة و معرفة أحوال صاحب الشریعة باب قول الله : وعد الله الذین آمنوا و عملوا الصالحات منکم لیستخلفنھم ۳۳۶/۶

(۱۱) ملاحظہ ہو: الخصائص الکبری للسیوطی ۱۹۰/۲

(۱۲) ملاحظہ ہو: مسند احمد تحقیق و شرح احمد شاکر ۹۷/۱۲ حدیث نمبر: ۷۱۲۸

(۱۳) ملاحظہ ہو: مسند احمد ۲۲۹/۲، مسند ابو ھریرةؓ حدیث: ۶۸۳۱، البدایة والنھایة الاخبار عن غزو الھند ۲۲۳/۶

(۱۴) ملاحظہ ہو: حلیة الاولیاء ۳۱۶/۸۔۳۱۷

(۱۵) ملاحظہ ہو: المستدرك علی الصحیحین کتاب معرفة الصحابة ذکر ابی ھریرةؓ الدوسی ۵۱۴/۳ حدیث: ۶۱۷۷

(۱۶) ملاحظہ ہو: السنن لسعید بن منصور ۱۷۸/۲، حدیث نمبر: ۲۳۷۴

(۱۷) ملاحظہ ہو: تاریخِ بغداد ۱۴۵/۱۰، تذکرہ ابوبکر بن رزقویہ نمبر: ۵۲۹۱

(۱۸) ملاحظہ ہو: الفتن غزوة الھند ۴۰۹/۱ حدیث: ۱۲۳۷

(۱۹) ملاحظہ ہو:الجهاد فضل غزوة البحر ٦٦٨/٢ حديث:٢٩١

(۲۰) ملاحظہ ہو:العلل ٣٣٤/١ ترجمه:٩٩٣

(۲۱) ملاحظہ ہو:التاريخ الكبير ٢٤٣/٢ تذكره جبر بن عبيدة نمبر:٢٣٣٣

(۲۲) ملاحظہ ہو:تهذيب الكمال ٤٩٤/٤ ، تذكره جبر بن عبيدة:٨٩٣

(۲۳) ملاحظہ ہو:تهذيب التهذيب ٥٢/٢ تذكره جبر بن عبيدة الشاعر: ٩٠۔ ابن حجر کہتے ہیں: میں نے امام ذھبیؒ کے ہاتھ کی تحریر دیکھی، لکھا تھا: پتہ نہیں یہ کون ہے؟ اس کی روایت کردہ خبر منکر ہے۔ ابن حبانؒ نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے.

(۲۴) ملاحظہ ہو: مسند احمد ۲۷۸/۵ حدیث ثوبانؓ:۲۱۳۶۲

(۲۵) دیکھیے:السنن المجتبى للنسائى ٤٣/٦ كتاب الجهاد باب غزوة الهند:٣١٧٥ نیز ملاحظہ ہو: صحیح سنن النسائی ۶۶۸/۲ حدیث:۲۵۷۵

(۲۶) ملاحظہ ہو:السنن الكبرى للنسائى ٢٨/٣، باب غزوة الهند : ٤٣٨٤

(۲۷) ملاحظہ ہو:الجهاد ٦٦٥/٢ فضل غزوة البحر حديث:٢٢٨ محققِ کتاب نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے

(۲۸) ملاحظہ ہو:الكامل فى ضعفا الرجال ١٦١/٢ تذكره جراح بن مليح البهرانى :٣٥١

(۲۹) ملاحظہ ہو:المعجم الاوسط ٢٣/٧، ٢٤ حديث:٦٧٤١ امام طبرانی کہتے ہیں: اس حدیث کو حضرت ثوبانؓ سے اسی سند کے ساتھ روایت کیا گیا ہے،اس کے ایک راوی الزبیدی اس کی روایت میں اکیلے ہیں۔

(۳۰) ملاحظہ ہو:السنن الكبرى للبيهقى ٧٦/٩ كتاب السير باب ما جا فى قتال الهند:١٨٦٠٠

(۳۱) ملاحظہ ہو:البداية والنهاية الاخبار عن غزوة الهند:٢٢٣/٦

(۳۲) ملاحظہ ہو:الفردوس بماثور الخطاب ٤٨/٣ حديث:٤١٢٤

(۳۳) ملاحظہ ہو:الجامع الكبير مع شرحه فيض القدير ٣١٧/٤ امام مناوی نے ذہبیؒ کی الضعفا کے حوالہ سے امام دارقطنی کا یہ قول نقل کیا ہے: الجراح راوی حدیث کچھ بھی نہیں ہے

(۳۴) ملاحظہ ہو:التاريخ الكبير ٧٢/٦ تذكره عبد الاعلى بن عدى البهرانى الحمصى :١٧٤٧

(۳۵) ملاحظہ ہو:تهذيب الكمال ١٥١/٣٣ تذكره ابوبكر بن الوليد بن عامر الزبيدى الشامى:٧٢٦١

(۳۶) ملاحظہ ہو: تاريخ دمشق ٢٤٨/٥٢

(۳۷) ملاحظہ ہو: الفتن غزوة الهند ٤٠٩/١۔٤١٠ حديث:١٢٣٦۔١٢٣٨

(۳۸) ملاحظہ ہو: مسند اسحاق بن راهويه قسم اول۔سوم ج٤٦٢/١ حديث:٥٣٧

(۳۹) ملاحظہ ہو:الفتن غزوة الهند ٤٠٩/١ حديث:١٢٣٥

(۴۰) ملاحظہ ہو:الفتن ٣٩٩/١، ٤١٠ حديث: ١٢٠١، ١٢٣٩

☆ ☆ ☆

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی *

مسلم معاشرہ اور مغربی فکر و ثقافت

مسلمانوں کے لیے علوم انسانی کے میدان میں مناسب یہ ہے کہ اولاً اس سرمایہ پر توجہ مبذول کریں جو رسول V کی سیرت اور ان کی تعلیمات، صحابہ کرام، تابعین عظام نیز اس راہ پر چلنے والے ادباء، علماء، محققین اور مفکرین اور اصحاب سیاست وسماجیات سے حاصل ہوا ہے، پھر یورپ کے قدیم و جدید علوم میں سے تقاضائے زندگی کے مطابق کچھ چیزیں لیں جو ان کی طبیعت سے ہم آہنگ اور ان کے لیے مفید ہوں، یہی طریقہ مسلمانوں کے عظیم الشان تاریخی مقام و مرتبہ اور انسانی شرف و کرامت کے شایان ہیں، لیکن ان آخری صدیوں میں مشرقی اقوام اور مسلم امت سخت پسماندگی کے دور سے گزری، وہ وسائل زندگی سے محروم تھی اور کمزوری و ذلت کا شکار، جب کہ یورپین اقوام فاتحانہ شان وعظمت کے ساتھ آگے بڑھیں، اپنے استعماری مقاصد کے لیے ملکوں کو فتح کیا، وہاں کے خزانوں پر قبضہ کیا اور دوسری اقوام کو اپنی تقلید کے آستانہ پر جھکا دیا، ان سب حالات نے مسلم اقوام کو مرعوب کردیا، وہ سمجھنے لگیں کہ یقیناً یورپ ہی کی کاوشوں کے نتیجہ میں زندگی کے علوم و معارف وجود میں آئے ہیں اور ان ہی سے دوری نے مشرقی اقوام کو پسماندگی، سستی اور کاہلی کا شکار بنایا ہے، اقوامِ مسلم نے ساتھ ہی یہ بھی گمان کرلیا کہ یورپ اس بات کا مستحق ہے کہ زندگی کے ہر میدان میں اس کی اتباع کی جائے، ہر صنفِ علم میں اس کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا جائے، اور یورپ کی علمی ترقیات، لادینی نظام اور اباحیت پسندانہ کردار سب میں اس کی تقلید کی جائے، یہ سوچ کر بعض مشرقی اقوام نے زندگی کے گوشوں اور اس کی تمام شکلوں میں یورپ کی اتباع کی، اور یورپ ہی کی مقلد چینی اور جاپانی قوم کو بھی معیار سمجھا، چین و جاپان کے پاس خود نظام زندگی نہیں تھا، اس تقلید ہی کو انہوں نے اپنے لیے معیار بنایا۔

لیکن امت مسلمہ کا معاملہ دوسرا تھا، وہ اسلام کا دائمی آسمانی دستور حیات رکھتے تھے، ان کے لیے اس بات کا جواز نہیں تھا کہ ادنیٰ پر فریفتہ ہوکر وہ اعلیٰ کو چھوڑ دیں:

أتستبد لون الذي هو أدنى بالذي هو خير" (البقرة : ١٦)

---

* صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

''بھلا عمدہ چیزیں چھوڑ کر ان کے عوض ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہو؟''

اپنی اقدار اور تعلیمات سے منہ پھیریں، البتہ دنیاوی امور میں رسول کریم V نے یہ اجازت دے رکھی تھی کہ ''إنه من أمر دنیا کم''یعنی تمہارے دنیاوی تجربے اور انکشافات جن کا اخلاقی ثقافتی اور دینی میدانوں سے تعلق نہیں ہے، ان سے تم فائدہ اٹھاسکتے ہو، اس لیے مسلمانوں پر یہ لازم تھا کہ وہ یورپ کی تقلید ان انسانی علوم میں کرنے سے پوری طرح گریز کریں جو انہیں نقصان پہنچانے والے اور ان کے اخلاق کو بگاڑنے والے ہوں، اسلام کا نظامِ اخلاق اور دستورِ زندگی اسلام کی بلند آسمانی تعلیمات پر مبنی ہیں، بے راہ انسانی افکار پر نہیں، اسلام کی نظر میں انسان خدا کا بندہ ہے، اس کی تخلیق بے مقصد نہیں ہوئی ہے، اس پر زندگی کے کچھ اصول وضوابط عائد کیے گئے ہیں، جو اس کی پوری زندگی پر محیط ہیں، چونکہ اللہ ہی انسان کا خالق ہے، اس لیے وہ انسان کی ضروریات، اس کے تقاضوں اور اس کے طبعی میلانات کو اچھی طرح جانتا ہے، اگر خدا انسان کے لیے کوئی نظام زندگی تجویز کرتا ہے تو بلا خوف تردید یہ بات کہی جائے گی کہ وہی نظام اس کی طبیعت وفطرت سے ہم آہنگ، اس کے تقاضوں کا پورا کرنے والا اور اس کی ضروریات کا کفیل ہوسکتا ہے، لہذا ایک فرد مسلم کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے مفر نہیں، اسے بہر حال آستانۂ اطاعت پر سر خم کرنا ہے، لیکن اگر وہ یورپ کی تقلید کا دامن پکڑتا ہے تو اسے راہ زندگی میں ایسی گھاٹیاں پیش آئیں گی جو آسمانی نظام زندگی کی اتباع سے روک دیں گی، اب دو ہی صورتیں ہیں، یا تو ملحدانہ لادینی نظام زندگی کی بالکل اندھی اتباع کی جائے، اور موجودہ تہذیب کا حاشیہ بردار بن کو وقت گزارا جائے یا اپنے لیے اس راہ کا انتخاب کیا جائے جسے قرآن وحدیث کی تعلیمات نے ہموار کیا ہے اور ایک قائد ورہنما بن کر زندگی بسر کی جائے۔

لیکن قابل افسوس امر یہ تھا کہ مسلم انسان جو مسندِ قیادت پر ایک عرصہ رہ کر سو گیا تھا پھر صدیوں کی گہری نیند کے بعد ایسے وقت میں بیدار ہوا اس کی بیداری کے وقت یورپ ترقی وعمل کی راہوں پر بہت آگے بڑھ گیا تھا، چنانچہ وہ جدید یورپ کی تہذیب کی چمک دمک، کائنات کے علوم میں اس کی حیرت انگیز ترقی، اور انسانی علوم سے حد درجہ اشتغال کو دیکھ کر دہشت زدہ ہوگیا، اس نے دیکھا کہ یورپ نے قوت کے سرچشموں اور مادی خزانوں کو فتح کرلیا ہے، مشینی علوم میں نئی نئی پیش رفت کی، اس کی سیاسی سطوت کا آفتاب نصف النہار پر ہے اور اس کے نظریہ وفکر کی دھوم مچی ہے، یہ دیکھ کر وہ احساس کہتری کا شکار ہوگیا، اور اسی میں اپنی عافیت تصور کرنے لگا کہ اس کی تقلید کا جوا اپنی گردن میں ڈال لے،

تعلیم و تربیت میں جوں کا توں اس کا نظام اپنا لے اس نے اس کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی کہ کون سی چیزیں ہمارے موافق اور ہمارے دین و مذہب سے میل کھاتی ہیں اور کون نہیں، اس نے تقلید کی رسی بالکل ڈھیلی چھوڑ دی، یورپ کا مکمل نظامِ تعلیم، نظامِ تربیت اور اس کے انسانی علوم کو جوں کا توں اپنی درس گاہوں میں اختیار کرلیا، اگر ان کے طے کردہ افکار کے بدلے کوئی دوسرے افکار تیار بھی کیے گئے تو اسی کے نہج پر۔

آج بھی عالم اسلامی کی درسگاہیں یورپین افکار و تصورات ، یورپین علماء کے انکشافات اور ان کی تحقیقات کی خوشہ چیں ہیں، ان درس گاہوں کے ارباب و منتظمین کو ان یورپین علوم کی پاکیزگی پر یقین ہے اور انہیں اس بات کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی کہ اپنی نسلوں کو یورپین تہذیب و ثقافت کے سانچہ میں ڈھلنے سے بچائیں، جس سانچہ کو مغرب کے ان مفکرین و فلاسفہ نے تیار کیا تھا جن کے خمیر میں صالح انسانی اخلاق کا عنصر شامل نہ تھا۔

اگر ہم اسلامی مشرق اقصیٰ سے اسلامی اقصیٰ تک کا ایک جائزہ لیں تو یہ افسوسناک امر سامنے آئیگا کہ وہاں کی درسگاہوں، تربیت کے مراکز اور نظام و نصاب تعلیم سب کے سب یورپین نظام کے مطابق اصل نسخہ ہیں جس میں یورپ کی وہ تمام خرابیاں اور اس کی وہ تمام خصوصیتیں موجود ہیں جو مشرق اور اسلام دونوں کے معارض ہیں۔

علم معاشیات و سیاست ،علمِ تاریخ و جغرافیہ ،فن ادب و نقد ،علم النفس اور علمِ تربیت ،علمِ ثقافت و تمدن وغیرہ میں ہم دیکھتے ہیں یورپ کی جاہلی عقلیت اور اسلوب زندگی کا بڑا گہرا ثر ان پر پڑا ہے، جاہلیت یہاں بھی ہے اور جاہلیت قبل از اسلام کفر کے ماحول میں بھی تھی، فرق اس قدر ہے کہ یورپ کی جاہلیت تعلیم یافتہ ہے، اور قبل اسلام جاہلیت ان پڑھ جاہلیت تھی۔ ہماری رائے کی صداقت کے لیے ان یونیورسٹیوں اور درسگاہوں میں علوم و معارفِ انسانی کا نصاب دیکھنا کافی ہوگا۔

علم معاشیات پر سب سے زیادہ بلکہ بری طرح یہودی سودی فکر، یا ملحدانہ مارکسی فکر کا اثر آیا۔ غیر سودی اداروں کا قیام چند سالوں پہلے ایک جھوٹا خواب تصور کیا جاتا تھا، بلکہ اسے درویشوں اور پسماندوں کا تصور خیال کیا جاتا تھا، لیکن آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ حق ظاہر ہوا اور باطل مغلوب، غیر سودی بینک اس وقت ایک واقعہ بن کر سامنے آچکے ہیں، جن سے انکار ممکن نہیں، دنیا کے مختلف خطوں میں کچھ لوگ اس کا کامیاب تجربہ کر رہے ہیں" کارل مارکس" کا نظریہ تھا کہ مذہب قوموں کے لیے افیون ہے

اور ضروریات زندگی کی تکمیل کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے، لیکن آج غیر سودی اداروں کی کامیابی نے اس نظریہ کو غلط ثابت کر دیا ہے۔

جمہوریت کو لیجئے، یورپ نے ''روسو'' کے نظریات قبول کیے، معاشیات کو لیجئے یورپ نے ''مارکس'' کا نظریہ اپنایا، سیاست کو لیجئے یورپ نے ''میکا فیلی'' کا نظریہ اپنایا، مغربی اہل قلم اور مصنفین سے استفادہ کرنے والوں نے ان نظریات کا بڑا اثر قبول کیا، کیونکہ ان کی پوری تشریحات اپنے پڑھنے والوں کے دلوں میں زبردست اثر ڈالتی تھیں، کچھ ہی عرصہ میں ایسا محسوس ہونے لگا کہ اسلام کے پاکیزہ نظام پر عمل کرنا ہی اب ممکن نہ رہا، اور ترقی کے زینے طے کرنے کے لیے تنہا مغرب سے استفادہ ضروری ہو گیا، ہمارے نوجوان اور طلبہ اپنی درس گاہوں میں اور اپنے اساتذہ سے اسی قسم کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

رسول کریم 7 نے اس بات کی ممانعت فرمائی تھی کہ کسی طالب علم کو منصب و عہدہ سپرد کیا جائے، اس طرح آپ نے جاہ و دولت کے لالچیوں کے لیے دروازہ ہی بند کر رکھا تھا، لیکن مغرب کا نظریہ منصب کے حصول کے لیے یہ تعلیم دیتا ہے کہ نہ صرف اس کا مطالبہ کرے بلکہ اس کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کے سارے جتن کر ڈالے، امیدوار تمام ذرائع کو اختیار کرتا ہے، پروپیگنڈہ اور جھوٹ کا بازار گرم کر دیتا ہے تاکہ ہر صورت میں وہی کرسی صدارت پر فائز ہو سکے، اور اگر قسمت نے یاوری کی، اور کرسی تک پہنچ گیا، تو پھر اس کی تمام تر کوششوں کا محور یہ ہوتا ہے کہ کن کن طریقوں سے دولت و مناصب کے انبار وہ اکٹھے کر لے، اس کے لیے ظلم، زبردستی، دھوکا و چال بازی کے تمام طریقوں کو اختیار کرنا چاہتا ہے، افسوس ناک بات یہ ہے کہ آج لوگوں کا دماغ ان چیزوں کا ایسا عادی ہو چکا ہے کہ اسے کسی بدل کی امید ہی نہیں رہ گئی ہے، یورپ کے پروپیگنڈہ نے اسلام کے نظریہ کو ایسا مشکوک بنا کر پیش کیا ہے جس پر عمل کرنا گویا ترقی یافتہ زندگی میں ممکن ہی نہیں رہ گیا ہے۔

تاریخ کے موضوع کو لیجئے تو اس موضوع کا سب سے اہم حصہ یورپ کی تاریخ ہے، اسی کو زیادہ جاننا اور اس سے فیض اٹھانا ہے، تعلیم گاہوں کے ہر فرد پر گویا یہ لازم ہو جاتا ہے کہ یورپ کی پوری تاریخ تمام جزوی تفصیلات کے ساتھ پڑھے، اب اگر وہ اپنی امت اور اپنے ملک کی تاریخ سے ناآشنا ہے تو کوئی عیب کی بات نہیں، رہی اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ، تو اس کا نمبر سب سے بعد میں آتا ہے۔

یہی حال جغرافیہ کا ہے، مسلم طالب علم اپنی جامعات میں یورپ اور امریکہ کا جغرافیہ پڑھتا ہے

یا ان ممالک کا جغرافیہ جو سیاسی یا اقتصادی اعتبار سے کوئی افادیت نہیں رکھتا ہے، رہے اخلاقی اور دینی پہلو، اسی طرح انسانی آداب وامتیازی صفات مغربی نصابِ تعلیم کے تیار کرنے والوں اور تعلیمی نظام وضع کرنے والوں کی نظروں سے اوجھل ہی رہتے ہیں۔

آج سے ایک صدی قبل جزیرۃ العرب کے جغرافیہ کی کوئی اہمیت نہ تھی، مواد تلاش کیا جاتا تو جس قدر مواد دوسرے جغرافیوں کا ملتا جزیرۃ العرب پر نہ ملتا، لیکن جب خدا نے جزیرۃ العرب میں سیال سونے بہا دیئے تو اب اس کا جغرافیہ بھی تیار کیا جانے لگا۔

ادب وتنقید کے موضوع پر تو کچھ کہئے ہی نہیں، ان موضوعات پر کتابیں اٹھایئے، سب کچھ ملے گا، اگر نہ ملے گا تو اسلام، کیونکہ ان پر ان لوگوں کا تسلط رہا جو اخلاق و مذہب سے بے گانہ تھے، بلکہ وہ تھے جنہیں فرائیڈ، سارتر کے افکار ونظریات پر ناز تھا۔

علم النفس اور علم تربیت تو فرائیڈ اور ڈارون کے نظریات میں رنگے ہوئے ہیں، یہی حال ثقافت وتمدن کا ہے۔

یورپ کی تعلیم گاہوں اور مراکز تعلیم کا جب یہ حال ہے تو وہاں چھڑنے والی سیاسی وسماجی معرکہ آرائیاں دین وحکومت کی آویزش اور اخلاقی انارکی کا انجام معلوم تھا، لیکن مشرق جو فضائل زندگی کی دولت سے فیضیاب تھا اسے یورپ کی اندھا دھند تعلیم کی ضرورت نہ تھی، اسلام نے اس کے ہر شعبۂ زندگی کے لیے تعلیمات اور ضوابط عطا کر رکھے تھے، ایسی بنیادیں اس کو فراہم کردی گئی تھیں جن پر انسانی زندگی کی عظیم الشان عمارتیں تعمیر کی جاسکتی ہیں۔

لیکن یہ نظریات جو مغرب سے بہہ کر مشرق میں آتے رہے ہیں اور انسانی علوم کی شکل ہمارے ادارے اور تعلیم گاہیں بڑے فخر واعزاز کے ساتھ انہیں قبول کرلیتی ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سنگریزوں اور ریت کو ملا کر کوئی دیوار اٹھا رہا ہو، ظاہر ہے یہ دیوار کب تک کھڑی رہ سکتی ہے۔

سب سے بڑی ذمہ داری اس سلسلہ میں ہماری تعلیم گاہوں کی ہے جنہوں نے اب تک اس حقیقت کو نہیں اپنایا کہ انہیں اپنے نصاب اور نظام تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت ہے، فاسد اور انسانی حسن وکمال سے خالی نصاب کو چھوڑ کر ٹھوس اور صالح نصاب تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

مولانا حذیفہ غلام محمد وستانوی *

تعلیم وتربیت کے مغربی فلسفوں کا جائزہ

تعلیم وتربیت کے فلسفی مبانی کی وضاحت

تعلیم وتربیت کا موضوع چوں کہ ''انسان'' ہے، اس لیے ہر نظریاتی مکتب انسانی تربیت کے ضمن میں انسان کی ماہیت، اس کی خلقت، کائنات میں اس کے مقام، حیات کے آغاز، ہدف اور حیات کے اختتام سے متعلق دوسرے مکاتب کی نسبت مکمل اور بہتر جواب دینے کی تگ و دو میں رہتے ہیں۔ انسان جب اپنے اطراف میں نگاہ دوڑاتا ہے تو کئی بنیادی سوالات جنم لیتے ہیں، جیسے اردگرد نظر آنے والے موجودات، آیا بہت سے وجودات ہیں یا ایک وجود؟ اگر وجودات کی کثرت ہے، تو کیا ان کا آپس میں کوئی رابطہ ہے یا نہیں؟ اگر رابطہ ہے تو کیا یہ ایک نقطہ پر ختم ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ایک نقطہ پر ختم ہوتا ہے تو کیا وہ نقطہ مادی ہے یا غیر مادی؟

ہر مکتب کا تصور کائنات (جہاں بینی) ان سوالات پر استوار ہوتا ہے اور جو علم ان سوالات کے جواب فراہم کرتا ہے اسے فلسفہ کہتے ہیں۔ تصور حیات یا نظام زندگی (ایڈیولوجی) اسی تصور کائنات کی بنیاد پر تشکیل پاتا ہے اور انسانی عملی زندگی کی اساس مہیا کرتا ہے۔

تعلیم وتربیت کے فلسفی مبانی (بنیادوں) کی بحث تعلیم وتربیت کے کلیات پر مبنی (فلسفہ تعلیم و تربیت کی) بنیادی نظریاتی مباحث کی اہم ترین بحث ہے، جیسا کہ مبانی کی تعریف میں ذکر ہوا ہے کہ مبانی انسان کی موقعیت اور خصوصیات کو اُس کی زندگی اور روزمرہ رویے کے لیے واضح کرتے ہیں۔ لہٰذا تعلیم و تربیت کے فلسفی مبانی (بنیادوں) تعلیم وتربیت کے موضوع یعنی ''انسان'' کی خلقت اور ہستی میں مقام اور روابط کی حقیقی تعریف وتفصیل کی تشریح کرتے ہیں، اس سے بڑھ کر تربیت کے عمومی اہداف، اصول اور طریق کار جو کہ تربیت لوازمات کا ایک سلسلہ ہیں وہ بھی ہر مکتب کے فلسفی مبانی (بنیادوں) سے ہی متاثر اور واضح ہوتے ہیں۔

---

* مدیر ماہنامہ شاہراہ علم، جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، انڈیا

مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں تعلیم و تربیت کے فلسفی مبانی کی بحث میں درج ذیل چار پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے موازنہ کریں گے۔

(۱) تعلیم وتربیت کے تصور علمیات (علم العلم) سے متعلق (Epistemological) مبانی

(۲) تعلیم وتربیت کے تصور کائنات سے متعلق (Ontological) مبانی

(۳) تعلیم وتربیت کے نظام اقدار سے متعلق (Axiological) مبانی

(۴) تعلیم وتربیت کے تصور انسان سے متعلق (Anthropological) مبانی

انسان سے مربوط کئی دوسرے عوامل نفسیات، معاشرت، شہریت، ثقافت وغیرہ بھی تعلیم وتربیت پر اثر انداز ہوتے ہیں، لیکن یہ سب اوپر ذکر کیے گئے چار نسبتاً کلی اور بنیادی امور کی بہ نسبت جزئی اور فرعی شمار ہوتے ہیں، اس لیے اپنی بحث میں تعلیم و تربیت کے فلسفی مبانی میں انہی چار نسبتاً کلی اور بنیادی امور کے بارے میں مغربی اور اسلامی طرز فکر ونظر کا مختصراً تقابلی جائزہ پیش کریں گے اور آخر میں نتیجہ نکالیں گے۔

مغربی تعلیم وتربیت کے فلسفی مبانی

ہر فکری اور نظری مکتب انسانی، ماہیت اور شخصیت، آغازِ خلقت، اختتام اور دنیاوی زندگی کے بارے میں اٹھنے والے سوالات کے جواب میں یہی کوشش کرتا ہے کہ دیگر مکاتب سے بہتر اور مکمل تر جواب پیش کرے، جب کہ یہ بھی حقیقت سے متعلق درست ہوسکتا ہے، چوں کہ کسی بھی موجود کی معروضی حقیقت ایک سے زیادہ نہیں ہوسکتی، مغربی مکاتب فکر کی اکثریت انسان کی پیدائش، ذات اور تعریف اور اس طرح اس کے تعلیم و تربیت سے متعلق تصورات اور نظریات روحانی اور ماوراء طبیعت سے قطع نظر صرف مادہ پرستانہ تفسیر پر منحصر ہیں، اسی لیے مغربی تربیتی فلسفے جو تعلیم و تربیت کے موضوع پر خدا اور دین کے بارے میں اگر کسی بھی قسم کے منفی یا مثبت عقیدے کا اظہار نہ بھی کر رہے ہوں، تو بھی عملاً عمدی یا غیر عمدی طور پر، دین کا انکار اور سیکولر نظریات کی ترویج کرتے نظر آتے ہیں اور ان کے تربیتی اہداف و انسانی کمال صرف اسی مادی دنیا تک محدود ہیں۔

نفی دین کے علاوہ کئی مغربی مکاتب نے انسانی قدر و منزلت کو اسی عالم میں حد سے بڑھا کر پیش کیا تو کسی نے اس کی انتہائی پست حیثیت پیش کی۔ وہ مکاتب جنہوں نے انسان کی افراطی شناخت کروائی، ان میں مکتب اصالت ہستی (Existentialism) جسکے بانی ''کییر کگارڈ'' (Kier Kegaard) اور ''نطشے'' (Neitzsche) مانے جاتے ہیں اور مکتب انسان پرستی (Humanism) جس نے انسان کو اس عالم کا محور اور خدا قرار دیا، جب کہ جن مکاتب نے انسانی منزلت کو اپنے مقام سے گھٹایا، تو انہوں نے یا تو انسان

کو مشین میں لگے پرزے کی مانند شمار کیا، جو نہ کسی ارادے اور نہ ہی اختیار کا حامل ہے یا انسان کی خواہشات، ضروریات اور شوق و رغبت اور احساسات کو دیگر حیوانات کی مانند فرض کیا۔ جن میں ''فرویڈ'' کا مکتب نفسی تحلیل (Psycho-Analysis) ''جری بنٹام'' کا مکتب افادیت (Utilitarianism) ''اپیکور'' (Epicureanism) وغیرہ شامل ہیں۔ ان تمام مکاتب نے انسانی نظریات، وقت اور سرمایے کو کسی ایک خاص جزئی انسانی پہلو کی طرف متوجہ رکھا اور اس کے برتر اور بلند مرتبہ پہلوؤں سے غفلت برتتے رہے۔

مغربی تعلیم و تربیت کے فلسفی مبانی کے جائزے میں صرف عصر حاضر کے اہم ترین اور رائج نظریہ انسان پرستی (Humanism) پر توجہ مرکوز رکھیں گے، جو تقریباً سولہویں صدی سے بقیہ تمام اخلاقی، ہنری، ادبی، سیاسی، تربیتی اور عقیدتی تصورات پر خدا محوری کی بجائے انسان محوری کے عنوان سے حاوی چلا آرہا ہے اور سیکولرزم کے ساتھ مل کر یہ دو نظریے مغربی لیبرل ڈیموکریٹک سرمایہ دارانہ نظام کے دو پروں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیبرل ڈیموکریسی مکتب فکر کے ایک مفکر ''فرانس فوکویاما'' کے بقول: نظریاتی لحاظ سے مغرب جہاں پہنچ چکا ہے، وہاں فکری ارتقا کے حوالے سے انسانی تاریخ اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔

مغربی تعلیم و تربیت کے تصور علمیات سے متعلق مبانی

تصور علمیات فکری اور نظری عملیات کا وہ علم ہے، جو موضوع انسانی اور اس کے تصوراتی نظام اور معروضی حقائق کی تسلی بخش آگاہی اور شناخت اہم ترین رکن ہیں۔ اس لیے علوم و معرفت کے حصول کے امکان، وسائل، منابع اور موضوعات کے مجموعے کو تعلیم و تربیت کے علمیاتی یا معرفت شناسانہ (Epistemological) مبانی کے عنوان کے تحت موو مطالعہ قرار دیا گیا ہے۔

یہاں اہم ترین سوال یہ ہے کہ کیا معروضی حقائق تک اپنے نفس، انا اور تعصب کے دخل اندازی کے بغیر، واقعی اور معروضی حقائق تک انسان کی رسائی ممکن ہے، تاکہ تعلیم و تربیت کے ذریعے حقائق اشیا کی دریافت اور قوانین قدرت تک رہنمائی اور صداقتوں تک رسائی حاصل کرنے کی راہ بھی ہموار ہو سکے۔

اپسٹی مالوجی یونانی ''اپیس ٹے مے'' بمعنی علم ''لوگس بمعنی بحث'' سے مشتق ہے۔ اس مرکب لفظ کا صحیح ترجمہ مبحث علم یا علمیات سے موسوم ہے۔ علمیات و تدقیق کی ابتدا اُن شکوک اور اوہام سے ہوئی جو ہمارے طریق علم اور علمی نتائج کے معتبر اور صحیح ہونے پر کیے گئے تھے۔

تاریخی طور سے مغرب کی علمی میراث قدیم یونانی فلسفے کی مرہون منت ہے اور جہاں تک تاریخ کے باقاعدہ آثار موجود ہیں، (تقریباً ۴۰۰ سال قبل عیسوی) مغربی فکر الوہی عقل سے دوری کی بنا پر ابتدا ہی سے ''آرخہ'' (یعنی کائنات کے مادۃ المواد یا عنصر اولیہ) پر اختلاف کی وجہ سے سوفسطائیوں کی شکیت

(ارتیابیت Scepticism اور استرائی و تجربیت کے بھنور میں غرق معروضی حقائق اور واقعیت کی شناخت سے کوسوں دور دکھائی دیتی ہے، جس سے آج تک وہ چھٹکارہ نہیں پاسکی۔

عہدہ وسطیٰ کی آخری صدی میں پورے یورپ میں کافی ساری تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ دوسری طرف خدا اور وحی الٰہی سے جدائی نے مغربی فکر ونظر کے سامنے آہستہ آہستہ مشکلات کا ایک ڈھیر لگا دیا۔ اس اکھاڑ پچھاڑ میں، جس میں لوگوں کی فکری اور فلسفی بنیادی ڈھیر ہوئیں اور عقائد اور ایمان کی تبدیلی رونما ہوئی متفکرین اور محققین کے ذہنوں میں اس شبہ نے جنم لیا کہ کیسے اطمینان اور یقین حاصل ہو کہ ہمارے حالیہ عقائد اور تصورات بھی غلط نہیں ہیں؟ اور ایک دن وہ بھی باطل ثابت نہ ہوں گے؟ اور کیسے پتا چلے کہ جدید علمی دریافتیں بھی ''بطلیموسی'' نظام کی طرح ایک دن اُسی بطلان کا شکار نہیں ہوں گی؟ یہاں تک کہ مونتی جیسے بڑے مفکر نے تو علم و دانش کی قدر کا سرے سے انکار کرتے ہوئے واضح لکھا کہ کس طرح یقین پیدا کریں کہ ایک دن ''کوپرنیک'' کے نظریات بھی باطل نہ ہوں گے؟ اس نے ایک ایک بار پھر قبل از مسیح کے سوفسطائیوں اور شکاکوں کے شبہات کو نئے پیرائے میں بیان کرتے ہوئے ارتیابیت (Scepticism) کا بھرپور دفاع شروع کر دیا اور ساتھ ہی اسی زمانے میں فرانس بیکن نے اُسی شکاکانہ ذہنیت کو دور کرنے کیلئے تجربیت (Empiricism) کی بنیاد رکھی اور انسان میں ہر قسم کے فطری علم کی موجودگی کا انکار کیا، یوں سولہویں صدی کے شروع میں مغرب میں شکیت (ارتیابیت) اور تجربہ پسندی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

''میں شک کر رہا ہوں لہٰذا میں ہوں'' یہ جملہ تھا معروف فرانسیسی فلاسفر ڈکارٹ کا، جس نے اس متزلزل فکری دور میں فلسفی مسائل کے حل کیلئے سرتوڑ کوششیں کی، لیکن ڈکارٹ کی طبیعت سے میکینکل فلسفی تفسیر (Mechanical Philosophy) اور فطرتی معرفت کے تصور اور ساتھ ہی اس زمانے کے حالات، جن کے تحت عمومی طور پر علمی حلقے فلسفیانہ مسائل اور ماورا طبیعت سے بے توجہ، صرف حسی اور تجربی علوم میں ذوق وشوق کا اظہار کر رہے تھے، یورپ میں کسی باقاعدہ تسلی بخش فلسفی مکتب کو وجود میں نہ آنے دیا۔ آہستہ آہستہ اُس حسی اور تجربی علوم کے شوق نے افراطی شکل (Scientism) اختیار کر لی اور معروضی حقائق کی معرفت کا معیار مادی وحسی تجربہ قرار پایا۔

فکر ونظر کے اس بنتے بگڑتے دور کو جب کوپرنیک اور کیپلر کے نظریات نیوٹن کے جدید نظریات نے توڑے، تو ماورا طبیعت اور روحانی اساس سے جدا تجربی علوم میں منہمک مفکرین کے لیے ایک اور زبردست دھچکا تھا۔ اس کے نتیجے میں مغربی معاشرے میں شکیت کی تیسری لہر سترہویں صدی کے اواخر سے اٹھارہویں صدی تک حس اور تجربہ پرستانہ تصور کے حامل تین انگریز فلاسفروں بالترتیب

جان لاک ، بار کلے ، ڈیوڈ ہیوم کے ذریعے ایک مرتبہ پھر اٹھی ، ماورا طبیعت پر شکوک اور شبہات میں رہتی کسر ہیوم کے بعد جرمنی فلاسفر ایمان نویل کانٹ نے اپنے عینیت (Subjectivism) کے نظریے سے پوری کر ڈالی۔ کانٹ کے نظریے کے مطابق علم محض داخلی چیز ہے اور حقیقت کا کوئی ظاہری معیار نہیں ہے۔ اس کے بقول جو چیز ذہن پر عکس باندھتی ہے (Phenomenon) اور جو چیز معروضی طور پر موجود ہے (Noumenon) ایک سی نہیں ہیں۔ اشیا جس طرح موجود ہیں (Objective) قابل شناخت نہیں، کانٹ نے کسی حد تک پامال ہوئی اخلاقی اقدار کو زندہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا، مگر دوسری طرف فلسفہ ماوراطبیعت (Metaphysics) کی بنیادوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

عصر حاضر کے امریکی مصلحت اندیشانہ مکتب (Pragmatism) کے جان ڈیوی، جنہیں افلاطون اور ''روسو'' کے بعد تعلیم و تربیت کے میدان میں اہم ترین فلاسفر شمار کیا جاتا ہے، شناخت کے بارے میں ان کا تصور، ڈارون کے ارتقائی نظریے (Evolution Theory) اور نفس شناسی پر مبنی ہے۔ ساتھ ہی تجرباتی فطرت (Empirical Naturalism) پر اعتقاد کے ناطے خدا، دین اور اخلاق کے منکر ہیں۔

درحقیقت علم معرفت شناسی یا علمیات (Epistemology) اسی مغربی متزلزل ذہنیت اور ارتیابیت کی بنا پر یورپ میں پہچان کیلئے وحی کی جگہ سنبھال ہوئی ہے اور ولم کی پوجا (Scientism) نے دین کی مخالفت کا پرچم بلند کر رکھا ہے۔ حتی کہ خود عقل کو بھی جو ۱۷ اور ۱۸ صدی میں برتری حاصل تھی، وہ بھی ۱۹، اور ۲۰ ویں صدی کے بعد حس اور تجربہ پرستی (Empricism) نے لے لی ہے۔ نتیجتاً آج مغرب میں معرفت شناسی کا کوئی ایک معیار نہیں۔ کوئی حقیقت کو ہر وہ فکر قرار دیتا ہے جو انسان کے لیے مفید ہو، کسی کے نزدیک حقیقت حس اور تجربے سے ثابت ہونے والی معرفت ہے، کسی کے نزدیک ہر وہ چیز جو عمومی طور پر ایک عقل مند قبول کرے حقیقت ہے، تو کہیں حقیقت ایک اضافی (Relative) امر ہے ہر ایک کی فہم کے مطابق۔ خلاصہ یہ کہ جب معروضی حقائق کی یقینی معرفت کے حصول کے کوئی متفقہ باوثوق مبانی یا ذرائع ہی نہ ہوں، تو انسانی تربیتی اصولوں کے وضع کرنے کا کون سا منبع اور طریقہ قابل اطمینان قرار پائے گا؟

مغربی تعلیم و تربیت کے تصور کائنات سے متعلق مبانی

مغرب کی زمین پر نشاۃ ثانیہ (Renaissance) اور خاص طور سے جدیدیت (Modemism) کے دور میں کئی فلسفی مکاتب نے جنم لیا اور ہر ایک نے اپنے تصور کائنات کی تفسیر سے ملحدانہ تہذیب کے پھیلاؤ میں مؤثر کردار ادا کیا۔ جیسے ڈکارٹ اور اس کے طرف داروں کا عقل پسندانہ مکتب ، بیکن ، جان لاک ، ہیوم وغیرہ کا، حس اور تجربہ پرستانہ مکتب ، بنتھام اور جان اسٹورٹ میل کا خالص افادیت پسند مکتب یا

کانٹ کا عینیت پسند مکتب، جو عقل پرستی اور تجربہ پرستی کا آمیزہ ہے، ہیگل کا ڈایالیکٹک اور مارکس کا ملحدانہ مادی پرستانہ مکتب، ویلیام، جیمز اور جان ڈیوی کا مصلحت پسندی کا مکتب یا کیگور کا وجودیت پرستانہ مکتب۔ ان میں سے ہرایک نے مختلف زمان ومکان میں ظاہر ہوکر دین کی مخالفت اور ملحدانہ تہذیب کے فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اُن مکاتب کے باہمی اختلافات کے باوجود جیسے ان میں سے بعض کے رہنما مذہبی تھے اور بعض کے مادہ پرست اور بعض موارد میں تو ان کے اختلافات انتہائی بنیادی نوعیت کے بھی تھے، مگر سب کے سب ایک مسئلہ میں متحد اور متفق تھے اور وہ کلیسا اور دین کی حکمرانی کی مخالفت تھی، چاہے جو اس منحرف عیسائی دین میں اصلاح کے خواہش مند تھے یا دین کو خرافات اور معاشرے کیلئے نشہ قرار دیتے تھے، سب ہی نے ملحدانہ اور مغربی انسان پرستانہ تہذیب کے پھیلنے کے اسباب مہیا کیے۔

آج یہی انسان پرستی اپنی جدید شکل میں انسان کے خدا کو خود انسان قرار دیتی ہے، یہاں تک کہ مذہبی امور میں بھی اس طرح انسان پرستانہ تصورات کی تلقین کی جاتی ہے، کہ مرنے کے بعد تدفین کے موقع پر بھی دفن کے مراسم کے لیے ایسا لٹریچر تیار کیا گیا ہے، جس کی چھوٹی سی عبارت میں بھی خدا کی طرف اشارہ موجود نہیں۔ جدید دور کے انسان پرستوں نے انسان کی ابدی زندگی اور موت کے بعد حیات کے انکار جیسی کوششوں سے انسانی ضمیر کو صرف اسی چند سالہ زندگی تک محدود کرنے اور اس پر راضی رکھنا چاہا ہے۔ اس تناظر میں انسان پرستانہ مکتب میں تعلیم و تربیت کا نظام اس کے اصول، طریقہ کار اور نصاب (Syllabus) ایک خاص شکل اختیار کر جائیں گے۔ تعلیم و تربیت کی حدود اس مادی جہان تک محدود ہو کر رہ جائیں گی اور انسان کی مادی ضروریات اور رجحانات کی سطح سے آگے نہ بڑھ پائیں گی، لہٰذا انسان اس طرح تعلیم حاصل کرے گا اور تربیت پائے گا کہ فقط اپنی ضروریات کی فراہمی اور اپنی ہر خواہش کی تسکین حاصل کر پائے اور یہی مغربی انسانی تعلیم و تربیت کے مراحل میں سب سے اعلیٰ کمال کا مرحلہ ہے۔

مختصر یہ کہ مغربی تربیتی نظام کے ہستی شناسانہ تصورات میں انسان پرستی (Humanism) اور دین سے جدائی (Secularism) سیکولرازم دو اہم ترین محور ہیں، جن کا مختصر تعارف ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

الف: انسان پرستی (Humanism)

انسان پرست، انسان اور اس میں موجود توانائیوں کی طرف افراطی توجہ کی بنا پر تمام الوہی اور ماوراطبیعی اقدار کا انکار کرتے ہیں اور اس جہان ہستی کا محور اور معیار انسان کو قرار دیتے ہیں۔ دراصل انہوں نے انسان کو خدا کی جگہ لا بٹھایا ہے۔ یہ تصورات دراصل عہد وسطیٰ میں بادشاہوں، زمین داروں (فیوڈلز) اور عیسائی پادریوں (علما) کے ظالمانہ رویوں کے خلاف ردعمل کے طور پر اُبھرے تھے۔ پہلے پہل

اس تحریک کا آغاز ادبی اور ثقافتی حلقوں میں، عہد وسطیٰ سے پہلے کے یونانی اور قدیم رومی ادب کی تجدید کے ذریعے انسانیت کو زندہ کرنے کیلئے ہوا، بعد کے مراحل میں اس ادبی تحریک نے سیاسی رنگ اختیار کیا اور پھر اگلے مرحلے میں دین، معنویت، وحی و آخرت اور کلیسا کی مخالفت کا رخ اختیار کرلیا۔ انسان پرستی کے تاریخی اعتبار سے مختلف معنی اور تفسیریں موجود ہیں اس تحریک نے پوری مغربی سرزمین کو متاثر کیا۔

انسان پرستانہ فکر کے اہم اصول:

(۱) انسان محوری (۲) انسانی آزادی اور اختیار پر تاکید (۳)انسانی عقلیت پسندی پر افراطی عقیدہ (۴)فطرت پرستی (بجائے دین)۔(۵) پلورالیزم۔(کثرتیت یعنی ہر انسان کا عقیدہ اسی کیلئے درست ہے)

ب۔ سیکولرازم:

انگریزی زبان میں Secular بمعنی دنیوی دراصل لفظ Sacred یعنی مقدس (دین سے مربوط) کے مقابل ہے۔ لہٰذا سیکولر، یعنی جو کچھ اس جہان سے متعلق ہے اتنا ہی خدا اور الوہیت سے دور ہے۔ اصطلاحی معنی میں یہ عقیدہ کہ تعلیم و تربیت، اخلاقیات اور سیاست وغیرہ کو مذہب سے جدا ہونا چاہیے۔

مغربی معاشرے کے صاحبان اختیار نے جدید تہذیب اور تمدن کی بنیادوں میں ایک طرف تو دین عیسائیت سے بے توجہی برتی تو دوسری طرف فکری اور نظری نظام کی تشکیل میں سیکولرازم کو اہمیت دی اور سیکولرازم کی تقویت کا باعث بننے والے اصول اور قواعد بنائے جو دراصل مندرجہ بالا انسان پرستانہ تصورات کے ہی ثمرات ہیں۔ بہ طور مختصر سیکولرازم کی فکری اساس درج ذیل عناصر پر مشتمل ہیں:

(۱) انسان پرستانہ معیار

(۲) عقلیت پسندی (Rationalism)

(۳) علم محوری (Scientism)

(۴) آزادی (Liberalism) (۵) جدیدیت بمعنی نفی دین (Modernism)

عصر حاضر میں جدید مغربی تہذیب یعنی لیبرل ڈیموکریسی کی تمام تر اساس یہی ہیومنزم اور سیکولرازم ہیں۔ لبرل ازم ایک زمانے میں ظالمانہ حکمرانی کے خلاف اہم ترین نظریہ خیال کیا جاتا تھا، لیکن انیسویں صدی میں لیبرل حکومتوں کے وجود میں آنے کے بعد معاشرے کے طاقتور طبقے کا ضعیف طبقے پر حکمرانی کیلئے ایک ہتھیار اور وسیلے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ مغربی تعلیم و تربیت کے تصور کائنات سے متعلق (ہستی شناسانہ) مبانی انہی بنیادی نظریات کا ماحصل ہیں۔ نتیجتاً تربیتی امور پر حاکم اصول، اہداف اور طریق کار انہی مبانی کے بل بوتے پر تشکیل پاتے ہیں۔ (بشکریہ شاہراہ علم)

ڈاکٹر محمد مشتاق احمد*

ظالم یا غاصب حکمران کے خلاف خروج کا مسئلہ

شرعاً یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی غیر مسلم مسلمانوں کا حاکم ہو۔ اس کی قانونی وجوہات بالکل واضح ہیں۔ اسلامی قانون کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ غیر مسلم کو مسلمانوں پر ولایت عامہ حاصل نہیں ہے، جبکہ امارت و قضا کے لیے ولایت عامہ ضروری ہے۔ حدود اور قصاص کے معاملات میں غیر مسلم کی گواہی ناقابل قبول ہے۔ چنانچہ حدود اور قصاص کے مقدمات میں غیر مسلم قاضی نہیں بن سکتا۔ حاکم کے فرائض میں ایک اہم فریضہ حدود اللہ کا نفاذ ہے۔ اس لیے کافر مسلمانوں کا حاکم نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح کسی فاسق کو قاضی یا حاکم بنانا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ جب فاسق کی گواہی پر کسی کو سزا نہیں دی جاسکتی اور کسی مقدمے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا تو وہ خود سزا دینے یا فیصلہ کرنے کا اختیار کیسے حاصل کرسکتا ہے؟ تاہم اگر کوئی فاسق اقتدار پر قبضہ کرلے اور اس کا اقتدار مستحکم ہوجائے، یا حکمران بننے کے بعد وہ فاسق ہوجائے، تو اس کی حکومت کی کیا حیثیت ہے؟ اس مسئلے پر یہاں بحث کی جائے گی۔

ظالم یا غاصب حکمران اور قاضی کی معزولی کا وجوب

اس امر پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایسے حکمران کے ان احکام کی اطاعت جائز ہے جو شریعت کے خلاف نہ ہوں، بالکل اسی طرح جیسے اگر حاکم نے کسی فاسق کو قاضی بنایا تو اس کے وہ فیصلے نافذ ہوں گے جو شریعت کے مطابق ہوں۔ اس جواز کو فقہائے کرام قاعدہ اضطراری کے تحت ذکر کرتے ہیں اور قرار دیتے ہیں کہ اگر فاسق قاضی یا حاکم کے صحیح فیصلوں کو باطل قرار دیا جائے تو اس سے بہت بڑا فساد پیدا ہوتا ہے۔ پس جب تک اس فاسق حاکم یا قاضی کو ہٹانے کی قوت بہم نہ پہنچائی جاسکے، صحیح فیصلوں میں ان کی اطاعت کی جائے گی۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب قاضی یا حاکم منصب قضا پر فائز ہونے یا حاکم بننے کے بعد فسق کا ارتکاب کرے۔

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر قانون بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

یہ بھی مسلم ہے کہ کفر وفسق کا ارتکاب جیسے قول کے ذریعے کیا جاتا ہے ایسے ہی بعض افعال کے ارتکاب پر بھی کسی شخص پر کفر یا فسق کا حکم لاگو ہوسکتا ہے۔ البتہ اگر مسلمان کے کسی قول یا فعل کی کئی تعبیرات ممکن ہوں تو اس تعبیر کو اختیار کیا جائے گا جس کے تحت اس کی طرف کفر یا فسق کی نسبت نہ ہو۔ تاہم اگر کسی قول یا فعل کی ایسی تاویل ممکن نہ ہو اور وہ ہر لحاظ سے کفر یا فسق کے زمرے میں آتا ہو تو اس قول کے قائل یا اس فعل کے مرتکب پر کفر یا فسق کے احکام کا اطلاق ہوتا ہے، جن میں ایک اہم حکم یہ ہے کہ اگر وہ حاکم یا قاضی ہو تو اس کی معزولی واجب ہو جاتی ہے۔

خروج کے حوالے سے امام ابوحنیفہؒ کا موقف

اگر حکمران پر ایسے قاضی کا معزول کرنا واجب ہو اور وہ اسے نہ ہٹا رہا ہو، یا خود حکمران کی معزولی اس کے کفر یا فسق کی وجہ سے واجب ہو چکی ہو، تو کیا کیا جائے گا؟ اگر اسے پرامن طریقے سے ہٹانا ممکن نہ ہو تو کیا اسے جبراً ہٹانے کی کوشش کی جائے گی؟ دوسرے الفاظ میں کیا اس کے خلاف خروج کیا جائے گا؟ امام جصاصؒ اس معاملے میں امام ابوحنیفہ کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قاضی اور خلیفہ میں اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے عادل ہونا شرط ہے، اور یہ کہ فاسق نہ خلیفہ ہوسکتا ہے، نہ قاضی، جیسے نہ اس کی شہادت قابل قبول ہے نہ ہی رسول اللہ 7 سے اس کی روایت۔ پس وہ خلیفہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ اس کی روایت ناقابل قبول ہو اور اس کے احکام غیر نافذ ہوں!

دیگر فقہا کا تبصرہ

پھر وہ امام ابوحنیفہ کی زندگی کے بعض اہم واقعات سے استشہاد کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن ہبیرہ کے جبر وتشدد کے باوجود قضا کا عہدہ قبول نہیں کیا اور منصور بھی بے پناہ تشدد کے باوجود انہیں اس پر قائل نہ کرسکا۔ نیز ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج کے متعلق امام ابوحنیفہ کا موقف عام طور پر مشہور تھا جس کی وجہ سے امام اوزاعی کو کہنا پڑا: ہم نے ابوحنیفہ کی ہر بات برداشت کی یہاں تک کہ تلوار، یعنی ظالم حکمرانوں کے خلاف جنگ کے حکم کے ساتھ آئے، تو ہم اس بات کو برداشت نہ کرسکے۔

امام ابوحنیفہ نے خراسان کے بلند مرتبت فقیہ امام ابراہیم الصائغ کو خود یہ حدیث سنائی:

شہیدوں میں بہترین حمزہ بن عبدالمطلب ہیں اور وہ شخص جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑے ہو کر اچھے کام کرے اور برے کام سے روکنے کی پاداش میں قتل کیا جائے۔ اس کے بعد ہی امام ابراہیم نے عباسی گورنر ابومسلم خراسانی کے سامنے کئی دفعہ کلمہ حق کہا اور بالآخر انہیں شہید کیا گیا۔

امام زید بن علی کے خروج

اسی طرح امام ابوحنیفہؒ نے امام زید بن علی کے خروج کے موقع پر ان کی مالی مدد کی اور لوگوں کو بھی ان کا ساتھ دینے کے لیے کہا۔ دیگر کئی مواقع پر بھی بنو امیہ اور بنو عباس کے ظالم حکمرانوں کے خلاف نکلنے والوں کا ساتھ امام ابوحنیفہ نے دیا۔ اسی وجہ سے ان کو بعض لوگوں نے تنقید کا نشانہ بنایا۔ یہاں امام جصاص واضح کرتے ہیں کہ اگر کسی نے فاسق حاکم کی حکومت کے جواز کا قول امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کیا ہے تو یا تو یہ اس نے قصداً جھوٹ باندھا ہے، یا وہ ایک دوسرے مسئلے میں امام ابوحنیفہ کے موقف کو صحیح نہیں سمجھا ہے:

پس اگر کسی کو غلطی لاحق ہوئی ہے اور وہ امام ابوحنیفہ کے قول اور سارے عراقی فقہا کی طرف جھوٹ منسوب نہیں کر رہا، تو وہ غلطی ان کے اس قول کی بنا پر لاحق ہوئی ہوگی کہ کسی ظالم حکمران کی جانب سے مقرر کیا گیا قاضی اگر خود عادل ہو تو اس کے احکام نافذ ہوں گے اور اس کے فیصلے صحیح ہوں گے، اور یہ کہ ان حکمرانوں کے پیچھے نماز جائز ہے باوجود اس کے کہ وہ فاسق اور ظالم ہیں۔

پس ظالم حکمرانوں کے ہٹانے کی کوشش اور ان کی جانب سے کسی اہل شخص کا کوئی عہدہ قبول کرنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک دو مختلف امور ہیں۔ آگے امام جصاص نے اس موقف کے حق میں قاضی شریح کا طرز عمل بھی پیش کیا ہے جو خلافت راشدہ کے بعد عہد بنی امیہ میں بھی قاضی کے عہدے پر فائز رہے۔ اسی طرح صحابہ وتابعین نے ظالم حکمرانوں کے وظائف قبول کیے کیونکہ یہ وظائف ان کا قانونی حق تھا۔

خروج کے وجوب کی شرائط

کسی ظالم و جابر حکمران کے ہٹانے کی کوشش کا فیصلہ بہت سارے عوامل کو دیکھنے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کوشش میں بڑی خونریزی کا امکان ہوتا ہے۔ اس فیصلے کے لیے ایک اہم عامل یہ ہے کہ کیا بغاوت کرنے والے اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ وہ حکمران کی قوت سے ٹکرا سکیں؟ نیز حکمران کے ہٹانے میں جو خونریزی ہوگی کیا وہ حکمران کے برقرار رہنے کے شر سے کم ہے یا زیادہ؟ ہر بغاوت کے موقع پر ان دونوں سوالات پر اہل علم کی آرا مختلف ہو سکتی ہیں۔

امام ابراہیم کی شہادت

امام عبد اللہ بن مبارک روایت کرتے ہیں کہ جب امام ابراہیم الصائغ کی شہادت کی خبر امام ابوحنیفہ کو پہنچی تو وہ اتنا روئے کہ ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں ان کی موت نہ واقع ہو جائے۔ پھر امام ابوحنیفہ نے

امام ابراہیم کے حق میں بہت اچھے کلمات کہے اور فرمایا کہ مجھے اندیشہ تھا کہ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے ذکر کیا کہ امام ابراہیم بار باران کے پاس اس موضوع پر بحث کے لیے آتے رہے اور بالآخران کا اس پر اتفاق ہوا کہ ظالم حکمران کو ظلم سے روکنا واجب ہے۔ اس موقع پر امام ابراہیم نے امام ابوحنیفہؒ سے مطالبہ کیا کہ وہ ہاتھ بڑھائیں تاکہ امام ابراہیم خروج کے لیے ان کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ان کے ایسا کہنے پر میری آنکھوں کے سامنے تاریکی چھا گئی۔ عبداللہ بن مبارک نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا:

انہوں نے مجھے اللہ کے حقوق میں ایک حق کی طرف بلایا مگر میں اس سے رک گیا اور میں نے ان سے کہا: اگر اس کام کے لیے کوئی تنہا شخص اٹھے تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور وہ لوگوں کے لیے اس معاملے کو ٹھیک نہیں کر پائے گا، لیکن اگر اسے نیکوکار مددگار ملیں اور ایک ایسا آدمی سرداری کے لیے دستیاب ہو جس پر اللہ کے دین کے معاملے میں بھروسہ کیا جاسکے تو پھر کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد امام ابراہیم بار باران کے پاس اس مقصد کے لیے آتے رہے اور ان سے ایسے مطالبہ کرتے جیسے کوئی قرض خواہ قرض کا مطالبہ کرتا ہو۔

امام ابراہیم کی خروج پر ابوحنیفہؒ کی نصیحت

میں ان سے کہتا کہ یہ کام ایک آدمی کے بنانے سے نہیں بن سکتا۔ انبیا بھی اس کے کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے جب تک وہ اس کام کے لیے آسمان سے مامور نہ کیے جاتے۔ یہ فریضہ دیگر فرائض کی طرح نہیں ہے جنہیں کوئی شخص تنہا بھی ادا کر سکتا ہے۔ یہ کام ایسا ہے کہ تنہا آدمی اس کے لیے کھڑا ہوگا تو اپنی جان دے گا اور خود کو ہلاکت میں ڈالے گا، اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اپنے قتل میں اعانت کا ذمہ دار ٹھہرے گا۔ پھر جب ایک ایسا شخص قتل کیا جائے گا تو پھر کوئی دوسرا اس کام کے لیے اپنی جان ہلاکت میں ڈالنے کی ہمت نہیں کر پائے گا۔ پس اسے انتظار کرنا چاہیے، اور یقیناً فرشتوں نے کہا تھا: کیا تو اس میں ایسے کو مقرر کرے گا جو اس میں فساد مچائے اور خونریزی کرے اور ہم تو تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں؟ فرمایا: میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

پس امام ابوحنیفہ کے مؤقف کا خلاصہ یہ ہوا کہ ظالم حکمران کو ظلم سے روکنا واجب ہے اور اس کے لیے خروج کی راہ بھی اختیار کی جاسکتی ہے لیکن چونکہ اس راہ میں بڑی خونریزی کا امکان ہوتا ہے اس لیے خروج سے پہلے خروج کی کامیابی کے امکانات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ نیز اس بات کا بھی اطمینان کرنا ضروری ہے کہ ظالم حکمران کے خلاف نکلنے والے ایک متبادل صالح قیادت لا رہے ہیں

کیونکہ یہ بھی اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کسی بڑے شر کی راہ ہموار نہ ہو جائے۔ اگر خروج میں زیادہ خونریزی ہورہی ہو اور حکمران کے ہٹانے کا کام ممکن نظر نہ آتا ہو یا متبادل صالح قیادت میسر نہ ہو تو پھر خروج سے باز رہنا چاہیے کیونکہ اس طرح خروج کرنے والے نہ صرف خود کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں بلکہ دوسرے صالحین کے حوصلے پست کرنے کا بھی باعث بنتے ہیں۔ چنانچہ جب تک خروج کے لیے مناسب موقع نہ ملے، ضروری ہے کہ حکمران کے ناجائز کاموں اور غلط فیصلوں پر تنقید جاری رکھی جائے، اس کے ناجائز احکام ماننے سے انکار کیا جائے، اس کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کی جائے اور جہاں تک ہو سکے شریعت کی بالادستی یقینی بنانے کے لیے اقدامات اٹھائے جائیں۔

تبدیلی کے لیے امام ابوحنیفہ کا طریقِ کار

مسلمانوں کی تاریخ میں جب بھی حکمران کے خلاف خروج ہوا ہے تو حکمران کے ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے والوں میں کچھ نے بغاوت اور خروج کی راہ اختیار کی اور کچھ نے اس کے نتیجے میں ہونے والی خونریزی کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے اس میں شرکت نہیں کی لیکن حاکم کے ظلم کو ظلم کہتے رہے اور اس کے غیر شرعی احکام نہ مانتے ہوئے اس کے ظلم و ستم کو سہتے رہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد دیگر ائمہ اہل بیت کے خروج کو بھی اسی تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ یا تو ان کے نزدیک حاکم کی معزولی واجب ہو چکی تھی، یا کم از کم جائز ہو چکی تھی اور ان کے اجتہاد کے مطابق اس کے ہٹانے کے سلسلے میں جو خونریزی متوقع تھی وہ اس شر کی بہ نسبت کم تھی جو اس حاکم کے حکمران رہنے کی صورت میں وقوع پذیر ہو رہا تھا۔ دوسری طرف جن اہل علم نے خروج اور بغاوت کی راہ اختیار نہیں کی ان کے نزدیک خروج کی صورت میں ہونے والی خونریزی حاکم کے شر سے زیادہ تھی۔ تاہم ہر جائز و ناجائز میں کسی نے حاکم کی اطاعت کا درس نہیں دیا اور نہ ہی اسٹیبلشمنٹ کی ہر پالیسی کے لیے شرعی جواز ڈھونڈنے کا کام کیا۔

امام ابوحنیفہ نے جو طریق اختیار کیا اس کی چیدہ چیدہ خصوصیات یہ ہیں:

☆ انہوں نے ظالم حکمرانوں کے ظلم کی روک تھام کو شرعی فریضہ قرار دیا اور اس سلسلے میں خروج کو جائز بلکہ واجب قرار دیا۔ جب بھی کسی صالح شخصیت کی قیادت میں نظام کے بدلنے کے لیے کوشش ہوئی انہوں نے اس کا ساتھ دیا لیکن چونکہ ان کی دور رس نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ خروج کا راستہ کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوگا اس لیے انہوں نے عملاً اس میں شرکت سے گریز کیا۔

☆ بنوامیہ اور بنوعباس کی جانب سے قضا کے عہدے کی پیشکش کو وہ مسلسل مسترد کرتے رہے اور

ان کی جانب سے ظلم وستم سہتے رہے۔ اس طرح انہوں نے ان کی ظالمانہ اور غاصبانہ حکومت کو جواز عطا کرنے سے گریز کا راستہ اختیار کیا۔

☆ انہوں نے سرکاری قاضیوں کے فیصلوں پر بیلاگ اور کاٹ دار تنقید کا سلسلہ جاری رکھا جس کی وجہ سے ان قاضیوں اور عدالتوں پر لوگوں کا اعتماد اٹھ گیا۔

☆ جب بھی حکمران نے ان سے کسی قانونی مسئلے میں رائے لی تو انہوں نے بغیر کسی خوف اور لالچ کے شریعت کا صحیح مقتضا اس کے سامنے رکھا اور اس بنا پر بھی انہیں بارہا اذیتیں برداشت کرنا پڑیں۔

☆ انہوں نے اسلامی قانون کی تفصیلی جزئیات کی تدوین کا عظیم الشان پراجیکٹ شروع کیا اور اس قانون کے اصول وقواعد اس طرح منضبط کیے اور ایسی مضبوط عمارت تعمیر کی کہ حکومت کے لیے ممکن ہی نہیں رہا کہ وہ اس قانون کو نظرانداز کردیں اور عدالتوں سے اپنی خواہشات کے مطابق فیصلے حاصل کرسکیں۔

☆ امام ابوحنیفہ نے عدالتی اور قانونی نظام کے صحیح طور پر چلانے کیلئے ایسے رجال کار کی تربیت کی جنہوں نے اسلامی شریعت کی بالادستی یقینی بنائی۔ اگر امام ابویوسف کی کتاب الخراج کے صرف دیباچے پر ہی نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے کس لہجے میں خلیفہ وقت کو شرعی احکام کی پابندی کا درس دیا۔ اسی طرح اگر امام محمد بن الحسن الشیبانی کی کتاب الاصل میں صرف کتاب الاکراہ اور اس میں بالخصوص باب تعدی العامل کی جزئیات کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے کس طرح آمریت اور مطلق العنانی کے سامنے بند باندھا۔

اس طرح انہوں نے خروج کے بجائے نظام کو اندر سے تبدیل کرنے کی راہ اختیار کی اور تاریخ کی گواہی یہ ہے کہ وہ اس میں بہت زیادہ حد تک کامیاب رہے۔

نوٹ:

آئندہ الحق رسالہ قارئین کو بذریعہ وی پی ارسال نہیں کیا جائیگا، براہ کرم سالانہ ماہنامہ الحق زرتعاون بذریعہ منی آرڈر -/350 روپے بنام دفتر الحق جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو ارسال فرمائیں اور خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ بھی ضرور تحریر کریں۔

(رابطہ نمبر 9983366 0315 نثار محمد)

ادارہ

افکار و تاثرات بنام مدیر

۲۶ دسمبر ۲۰۱۶ء

حافظ عبدالرحمٰن عارف اچکزئی،

کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان

گرامی قدر برادر جناب مولانا راشد الحق سمیع حقانی صاحب (مدیر الحق)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج عالی بخیر ہوں گے۔ گزارش ہے کہ آنجناب کا نہایت درجہ گراں قدر حالیہ شمارہ الحق شوال مطابق جولائی ۲۰۱۶ء چند روز قبل مل گیا ہے۔ اللہ رب العزت آپ کو بے پناہ خیر و برکت عطاء فرماوے آمین۔ رمضان المبارک کی بابرکت اور نیک ساعات میں جن عاقبت نااندیش بعض لوگوں نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کیلئے صوبائی حکومت کی طرف سے فنڈنگ کے حوالے سے جس قدر واویلا مچا رکھا تھا اور آسمان سر پہ اٹھا رکھا تھا تو انکی بیداری دیکھ کر یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ یہ سیاسی لٹیرے اپنی کم مائیگی، کم ظرفی، رسوائی اور اپنا خبث باطن عامۃ الناس کے اندر اور بھی آشکارا کر چکے ہیں۔ یہ ہیں ہمارے صف اول کے سیاستدان جو ہمہ وقت مفادات و مراعات کے حصول کے لیے بے چین ہیں بے چین نظر آتے ہیں۔ انکو ملک کے اندر امن و سلامتی کے قیام اور نظریہ پاکستان سے کچھ تھوڑی بھی دلچسپی ہوتی تو آج ملکی صورتحال میں ایک اچھی تبدیلی کے آثار نمایاں ہوتے، لیکن ایسا نہیں ہے، انکی کرتوتوں اور ہوس زر کو ملک کا ہر چھوٹا بڑا فرد ایک خاموش اکثریت خوب سمجھ رہا ہے دیکھ رہا ہے، اللہ رب العزت اپنے قہر و غضب سے بچائے آمین۔

اللہ تعالیٰ بھلا کرے آپ حضرات کا اور آپ کے جملہ مخلص رفقاء کار کا کہ حالیہ پرچہ الحق اشاعت جولائی میں بڑے خوبصورت پرمغز اور جرأت مندانہ انداز سے اداریہ تحریر فرمایا صرف یہ نہیں بلکہ پورے مدللانہ، محققانہ طور سے جوابات لکھ کر اپنے متعلق محبین، مخلصین و جامعہ کے جملہ ہمدرد و معاونین کرام کے دل جیت لیے ہیں۔ تاہم برادر جناب محمد ایوب ڈیروی جناب نوید مسعود ہاشمی (روزنامہ اوصاف) اور جناب انصار عباسی (روزنامہ جنگ) نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی حمایت اور دفاع میں لکھ کر ایک دینی، اخلاقی، علمی، فریضہ کے ادائیگی کے ساتھ ساتھ جو بہترین حق پرستانہ، منصفانہ، مخلصانہ کردار ادا کیا ہے اس پر احقر کی طرف

سے ہدیہ تبریک قبول ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ تمام کو ایمان، صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے آمین اور جامعہ کو منافقین، حاسدین، معاندین کی شر سے اپنی حفاظت میں رکھے آمین ثم آمین۔

حاسدوں کی فطرت بد سے بچا یا رب سدا
خطۂ خیبر کا اک علمی چمن حقانیہ

اشرف علی مروت، ڈپٹی کمشنر ایبٹ آباد

جناب حافظ مولانا راشد الحق سمیع مدظلہ!

السلام علیکم۔ اُمید ہے بخیریت ہونگے۔ پچھلے دنوں حکومت کی طرف سے جامعہ حقانیہ کے گرانٹ کے متعلق TV نیوز سنی، دل باغ باغ ہوگیا کہ اللہ پاک نے حکومت وقت کو جامعات کے صحیح قدر کو جاننے کی کوشش کی ہے۔ اللہ پاک یہ کوشش مبارک اور قبول فرمائے آمین۔ کچھ عرصہ بعد اعتراض کا ایک نیا سلسلہ اور شورش شروع ہوا اور جامعہ حقانیہ جو کہ 70 سال سے دینی خدمات انجام دے رہا ہے اس کے افادیت اور اسلامی اقدار کو متنازعہ فیہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ جو کہ ہر ذی شعور اور محبّ وطن اور اسلام پسند مسلمان کو اچھا نہ لگا...... ماشاء اللہ جولائی ۲۰۱۶ء کا شمارہ ''ماہنامہ الحق'' وصول ہوا، سرورق صفحہ 2 پر نقش آغاز میں ''کیا حقانیہ حکومتی فنڈ لینے والا پہلا مدرسہ ہے'' پڑھا، دل باغ باغ ہوگیا۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو کہ مخالفین اور معاندین کے تابڑ توڑ حملوں کا جس طرح آپ نے سیاق وسباق سے جواب دیا ہے اپنی مثال آپ ہے، دیوبند کی تاریخ سے لیکر دیوبند ثانی پر آپ نے تاریخ وقت اور تاریخ سے جو کچھ ضبط تحریر کیا ہے مخالفین کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے۔ ایک صحیح العقیدہ مسلمان اگر تعصب کا چشمہ اُتار کر یہ تحریر پڑھے تو مجھ ناچیز کے نزدیک تسلی بخش اور شافی ہے اور مزید کچھ پوچھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

چلتے چلتے یہ نا انصافی ہوگی اگر مولانا محمد ایوب ڈیروی کا مضمون صفحہ 47 ''دارالعلوم حقانیہ اور افغان جہاد'' کا ذکر نہ کیا جائے، اس مضمون میں موصوف نے حقانیہ خانوادے کے متعلق تمام اعتراضات یکسر مسترد کئے ہیں اور تاریخ اور شواہد کی بنیاد پر صحیح دفاع کیا ہے۔ اللہ پاک اجر عظیم عطا فرمائے۔

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

وزیر داخلہ چودھری نثار سے حضرت مہتمم صاحب ملاقات

۲۱۔اکتوبر کو وزیر داخلہ جناب چودھری نثار سے حضرت مہتمم صاحب نے ملاقات کی ۔ ملاقات میں احقر اور مولانا سید یوسف شاہ بھی ہمراہ تھے۔ملاقات تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔جس میں مذہبی رہنماؤں کو شیڈول فورتھ میں ڈالنے اوران کے شناختی کارڈ کی بحالی پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات: دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس

٦۔ اکتوبر کو اسلام آباد کو دفاع پاکستان کونسل میں شامل جماعتوں کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا، اجلاس کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق کی صدارت میں منعقد ہوا۔

☆ ۲۹ ستمبر کو مولانا اشرف علی بن شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ ،مہتمم جامعہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کی دعوت پر افتتاحی تقریب میں تشریف لے گئے اور اجتماع عام سے تفصیلی خطاب کیا جبکہ دوسری نشست سے نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔اس تقریب میں پاکستان کی تمام مذہبی جماعتوں کے قائدین نے شرکت وخطاب کیا۔

☆ جمعیت کے سرکردہ رہنما اور تحریک اشاعت اسلام کے بانی مولانا شیر محمد مغل سے ان کی والدہ پر اظہار تعزیت کیا۔جامع مسجد رخشندہ میں قائم مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلبا واساتذہ سے خطاب بھی فرمایا۔

☆ گلشن آباد راولپنڈی میں پارٹی کے قدیم کارکن مولانا ولی الرحمٰن سے بھی انکے بیٹے کی وفات پر تعزیت کی۔

☆ جمعیت علماء اسلام کے قدیم رہنما مولانا اکرم ہمدانی کے ہاں تعزیت کے لئے تشریف لے گئے ۔

☆ مسلم لیگ کے رہنما جناب سلیم سیف اللہ خان کے سسر کے جنازہ میں شرکت کی اور تعزیت کے لئے پشاور تشریف لے گئے۔ ☆ ۲۰/ اکتوبر کو اسلام میں دفاع پاکستان کونسل کے اجلاس کی صدارت کی، جس میں کونسل میں شامل سیاسی اور مذہبی قائدین نے شرکت کی۔

مسافران آخرت: دارالعلوم حقانیہ کے مدرس مولانا سید محمد یوسف شاہ کے خاندانی بزرگ اور چچا سید محمود شاہ ۱۱/ اکتوبر کو انتقال فرما گئے ۔اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

محمد اسرار ابن مدنی
نائب مدیر الحق

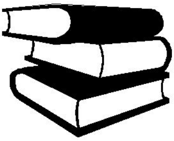

تعارف و تبصرہ کتب

- **اسلام میں قیدیوں کے حقوق و احکام (پشتو)** مصنف: **مولانا عبدالباقی حقانی**

ملنے کا پتہ: المکتبہ الحقانیہ للعلوم السیاسۃ پشاور

اسلام میں سزاؤں کا تسلسل خیر القرون سے شروع ہوا اور قیامت تک جاری رہے گا، مجرم کو جرم کی پاداش میں ایک سزا کی صورت قید و بند ہے، جب کسی مسلمان سے کوئی جرم صادر ہو جائے اور مسلمان حاکم اس کو گرفتار کر کے قیدی بنا لے اسکے بعد اس قیدی سے اس بات کی تحقیق ضرور کرنی چاہیے کہ اس کی طرف منسوب جرم مبنی بر حقیقت ہے یا محض تہمت، پھر تحقیق و تفتیش میں مقصد تک رسائی پانے کی خاطر کبھی تہمت لگے شخص کو دھمکانے کی بھی ضرورت پڑتی ہے، اسلام میں اس کی کیا حدود ہیں؟ اور پھر تحقیق و ثبوت جرم کے بعد مجرم کو سزا دی جائے گی، یہ سزا کیسے اور کب دی جائے گی؟ اسی طرح قید و بند کے دوران قیدی کے فرائض اور حقوق کیا ہوں گے؟

اسی طرح کبھی کبھی میدان جہاد میں کفار جنگجو مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہو جاتے ہیں تو ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے، ان کے حقوق و احکام کیا ہیں؟ اسی طرح کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ میدان جہاد میں لڑنے والے مجاہدین کفار کی قید میں چلے جاتے ہیں، ایسی صورت میں یہ (مسلمان) قیدی اپنی عبادات کیسے سرانجام دے گا؟ اور ان کیلئے جیل کی سلاخوں کے پیچھے زندگی گزارنے کے اسلامی آداب کیا ہوں گے؟

زیر تبصرہ کتاب ''پہ اسلام کے دَ قیدیانوں حقوق'' انہی سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے، جس میں تفتیش سے لے کر جیل اور پھر رہائی تک کے تمام ادوار کا فقہی، قانونی، معاشرتی، اصلاحی اور روحانی پہلو کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، کتاب کے مصنف مولانا عبدالباقی حقانی صاحب دارالعلوم حقانیہ کے جید فاضل اور اب جامعہ کے شعبہ سیاسیات اسلامیہ کے صدر مدرس ہیں۔ عرصہ دراز سے انہی موضوعات پر طبع آزمائی کرتے ہیں، زیر نظر کتاب بھی اپنے موضوع اور مباحث کے اعتبار سے منفرد کاوش ہے، البتہ پشتو میں ہونے کی وجہ سے ایک وسیع حلقہ استفادے سے محروم ہے، امید ہے اس کا اردو ترجمہ بھی جلد شائع کریں گے۔

- **تدریب المعلمین** .... مرتب: سید ندیم فرحت، سید متقین الرحمٰن

ضخامت: ۳۰۸ صفحات ناشر: IPS پریس مکان نمبر ۸ گلی نمبر ۸ F-6/3 اسلام آباد 051-8438391

دینی مدارس کے نصاب ونظام روایت وتجدید اور معاشرے پر اسکے اثرات جیسے موضوعات عرصہ دراز سے محققین کے زیر بحث رہے ۔بعض اداروں اور تھنک ٹینک نے دینی مدارس کا صرف یک طرفہ رخ پیش کیا مگر انسٹیٹیوٹ پالیسی سٹڈیز کو پاکستان میں یہ سبقت حاصل ہے کہ انہوں نے مدارس کا درست تجزیہ، مرض کی تشخیص اور علاج میں بھر پور کردار ادا کیا۔ان موضوعات پر مختلف پروگرام ، سیمینارز ، ورکشاپ اور مکالمے کئے ، اصحاب مدارس اور منتظمین وفاق کو جمع کیا اور پھر تفصیلی روداد مختلف کتابی شکلوں میں شائع کیا۔

زیر نظر مجموعہ تدریب المعلمین بھی ایسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کو سید ندیم فرحت اور سید متقین الرحمٰن نے تین حصوں میں ترتیب دیا ہے۔ حصہ اول میں عمومی رہنمائی کے تحت قرآن کا انداز تدریس ،تصور علم وتعلیم ،عمل تدریس اور ابلاغ اور مثالی تعلیمی ادارہ کے عنوان سے مضامین شامل ہیں ۔حصہ دوم میں مخصوص رہنمائی بلحاظ مضامین ہے جس میں مولانا رفیق شنواری کے قلم سے تدریس حدیث ، فقہ، اصول فقہ اور علم کلام شامل ہیں۔حصہ سوم کا عنوان مدرسے کا ماحول ہے جسکے تحت تصوف وتزکیہ ہم نصابی سرگرمیاں ، جیسے اہم موضوعات پر بحث کی گئی ہے نیز عمومی محاضرات کے حوالے سے سید ندیم فرحت کی فہرست اساتذہ مدارس کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔کتاب کے آخر میں تدریب المعلمین اور تخصصات دینیہ کا نظام کے عنوان سے ارباب وفاقہائے مدارس کے تفصیلی تجاویز اور خطابات شامل ہیں۔کتاب کی طباعت میں برادر عزیز نوفل شارح کا ذوق جھلکتا ہے۔

● **آداب الافتاء والقضا** ....تصنیف : **مولانا مفتی ذاکرحسن نعمانی**

ضخامت: ۳۷۷صفحات .... ناشر: العصر اکیڈمی جامعہ عثمانیہ پشاور

مولانا مفتی ذاکرحسن نعمانی دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور جامعہ عثمانیہ پشاور کے جید مدرس اور مفتی ہیں،امامت وخطابت اور تدریس وافتاء کے ساتھ ساتھ تحقیق وتصنیف کے شہسوار بھی ہیں۔

زیرتبصرہ کتاب آداب الافتاء والقضاء ان کی نئی منفرد کاوش ہے جس میں انہوں نے مفتی ،مستفتی،افتاء قضاء قاضی ،حکم اور تحکیم کے بارہ میں قرآن وحدیث سے براہ راست آداب جمع کئے ہیں، عنوانات کے اعتبار سے ۳۶۲ آداب کا ذکر ہے جو کہ حضرت مفتی صاحب کی قرآن وحدیث سے والہانہ وابستگی اور فقہی بصیرت کا بین ثبوت ہے، کتاب کی طرز نگارش انتہائی شستہ بلکہ شگفتہ ہے، اتنے مشکل اور نایاب موضوع پر اس قدر بلند وبالا علمی اور فقہی مینار کھڑا کرنا مفتی ذاکرحسن صاحب کا ہی کارنامہ ہے۔۳۷۷ صفحات پر مشتمل ،جید اکابر واصاغر کے تاثرات سے مزین یہ علمی اور فقہی جواہر کا مجموعہ العصر اکیڈمی جامعہ عثمانیہ پشاورصدر سے دستیاب ہے۔

● عبادت کو عادت بنائیں...... از افادات: پیرطریقت مولانا گل رئیس خان نقشبندی

ترتیب وتدوین: صاحبزادہ عبداللہ نقشبندی ناشر: مولانا قاسم نانوتویؒ لائبریری بنوں

مسلم معاشرہ مسلسل بے چینی کا شکار ہوتا جارہا ہے، نت نئے فتنے، نئے افکارونظریات تیزی سے نوجوانوں کو متاثر کررہا ہے، ایسے حالات میں امت کا رشتہ قرآن وسنت اوراس کے حاملین اسلاف سے جوڑنا وہ نسخہ کیمیا ہے جس سے ہم اپنی نئی پود کو بچا سکتے ہیں۔زیرنظر کتابچہ بھی عبادت کو عادت بنائیں، پیر طریق مولانا گل رئیس خان نقشبندی خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا پیرذوالفقار احمد نقشبندی کی منفرد کاوش ہے، جس میں روزمرہ کے مسنون اعمال،اذکاروعبادت کے علاوہ معاملات اخلاقیات اور معمولات کا مختصر مگر پراثر مجموعہ جمع کیا گیا ہے، کتابچے کے مطالعہ سے مسنون اعمال کا شوق،اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اوراعمال صالحہ ذکر ودعا وغیرہ سے رغبت پیدا ہوتا ہے، یہ کتابچہ اپنی ظاہری ومعنوی خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ ہے دلکش طباعت منفرد ٹائٹل، جوکہ اس کے مرتب صاحبزادہ عبداللہ نقشبندی کے حسن ذوق اور تخلیقی صلاحیتوں کی آئینہ دار ہے۔ بچوں اوربچیوں کے چھوٹے مکاتب ومدارس اورسکولز کے طلبا طالبات کیلئے یکساں مفید۔ ملنے کا پتہ قاسم نانوتوی لائبریری جامعہ دارالھدیٰ جامن روڈ بنوں 0332-9124230 سے مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

● مقالات امینی .... مؤلف: مولانا نورعالم خلیل امینی

ضخامت ۳۱۲ صفحات ناشر: مکتبہ الایمان 03323552382

مولانا نور عالم خلیل امینی کسی تعارف کے محتاج نہیں، وہ بیک وقت ایک ادیب، محقق، انشاپرداز اورعربی ادب کے ایک اچھے معلم کے طور پر پہچانے جاتے ہیں، وہ ماہنامہ ''الداعی'' کے مدیر بھی ہیں جو کہ دارالعلوم دیوبند کا عربی مجلّہ ہے اور مولانا کا اصل میدان بھی عربی ادب ہے، تاہم اردو کے بھی وہ ایک اچھے انشاپرداز ہیں ''پس مرگ زندہ'' اور ''کوہ کن کی بات'' جیسے عظیم شاہکاروں کے مؤلف بھی ہیں۔

زیرتبصرہ مجموعہ ''مقالات امینی'' بھی ان کے اردو انشاپردازی کا اعلیٰ نمونہ ہیں جو زبان وبیان کی حلاوت اورعلم وادب کی چاشنی سے لبریز مضامین کا مجموعہ ہے، یہ مجموعہ دو ابواب (شخصیات اور حالات حاضرہ) پر مشتمل ہے، کُل ۲۱ مضامین پر محیط ہے، مضامین کا یہ مجموعہ مولانا امینی کے بکھرے ہوئے جواہر پارے ہیں، یہ مؤلف کی کوئی مستقل تصنیف نہیں، پھر بھی اس مجموعہ کی معنوی محاسن کیساتھ ساتھ ظاہری زیبائش وآرائش میں بھی خوب سے خوب تر بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ مولانا امینی بجا طور پر قابل صد مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ کرے زور قلم. اور زیادہ ہو اور مکتبہ الایمان کراچی کے ارباب اہتمام

بھی لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے اس قیمتی سرمایہ کو پاکستان میں اہل علم کے لئے مہیا فرمایا اوراس کو حسن طباعت سے آراستہ کیا۔ (مبصر: محمد اسلام حقانی)

● **كفاية الحكمة اردو شرح هداية الحكمة** ...... مؤلف: مولانا مفتی محمد صابر حقانی

ضخامت ۲۳۵ صفحات .... ناشر: مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا مفتی صابر حقانی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے ہونہار فاضل اوراس وقت جامعہ مخزن العلوم لورالائی بلوچستان کے استادالحدیث کے منصب پر فائز ہیں، ایک وسیع المطالعہ جید عالم دین ،قدیم اورجدید فلسفہ پرکافی مہارت ودسترس اوردس سالہ تدریسی تجربہ بھی رکھتے ہیں اورساتھ لکھنے لکھانے،تصنیف وتالیف کا بھی اچھے ذوق کے حامل ہیں ۔زیرتبصرہ کتاب كفاية الحكمة اردو شرح هداية الحكمة ان کے اسی ذوق تحریر کا آئینہ دار ہے۔ هداية الحكمة درجہ خامسہ میں ایک انتہائی مشکل کتاب ہے جس کی عام فہم شرح کی ضرورت عرصہ دراز سے محسوس کی جارہی تھی، اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے برادرم مولانا مفتی محمد صابر حقانی نے اس کی شرح لکھ کر طلباء هداية الحكمة پر احسان فرمایا، یہ شرح کافی خوبیوں کی حامل ہے ،عربی عبارت کے فوراً بعداس کی آسان تشریح عام فہم انداز میں پیش کی ہے اورامثلہ بھی خوبصورت پیرائے میں پروئے ہیں۔ فاضل مؤلف چونکہ خود ماہر فلسفہ ہیں اورساتھ مغربی فلسفہ سے بھی آگاہی رکھتے ہیں اس لئے ان کی مہارت اس علمی کتاب کے ہرصفحہ پرنمایاں ہے۔مزیداسکی چاشنی، سہل نگاری، سلاست اورروانی قارئین خودمحسوس کریں گے گویا کہ یہ هداية الحكمة کی ایک کلید ہے ،طلباء اورمدرسین دونوں کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے، کتاب کی کمپوزنگ اور طباعت بھی معیاری ہے، اللہ کتاب کوشرف قبولیت سے نوازے اورمؤلف کومزید علمی خدمات کی توفیق عطافرمائے۔ (مبصر: مولانا محمد اسلام حقانی)

● **امام اعظم ابوحنیفہؒ کا شرف تابعیت** ...... مؤلف: حافظ ظہوراحمد الحسینی

ضخامت: ۱۴۴ صفحات ...... ناشر: خانقاہ امدادیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضرو اٹک

زیرتبصرہ کتاب ''امام اعظم ابوحنیفہؒ کا شرف تابعیت'' مولانا ظہورالحسینی صاحب کی کاوش ہے،اس سے قبل امام اعظمؒ پران کی کئی کتابیں سامنے آچکی ہے، مولانا کواللہ نے اعلیٰ علمی ذوقِ تصنیف سے مالامال فرمایاہے۔خصوصاً دفاع حنفیت ان کا خاص موضوع ہے اورافراط وتفریط کے اس دور میں اسی موضوع پرلکھنا ایک اہم ضرورت بھی ہے، یہ کتاب بھی ان کے حسن ذوق کی آئینہ دارہے، مؤلف نے اس کاوش میں اس موضوع کا حق ادا کیا ہے اورامام اعظمؒ کے فضائل، اوصاف وکمالات کا خوب تذکرہ کیاہے اورامام اعظمؒ کے شرفِ تابعیت پُرزور دلائل سے ثابت کیاہے، امام اعظمؒ کی شرف تابعیت سے منکر حضرات کے تمام اعتراضات کے تسلی بخش جوابات بھی اسی کتاب کا حصہ ہے۔کتاب کی طباعت ،کمپوزاورکاغذ سب اعلیٰ سے اعلیٰ ترہے، اللہ مؤلف کی اس کاوش کوقبولیت عامہ سے نوازے۔آمین